اشاعت کا تیسرا سال

ہفت روزہ

WILAYAT TIMES

ولایت ٹائمز

سرینگر

اللہ کی ولایت مومنین اور متقین پر ہے وہ انہیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے

جلد:3 ☆ شمارہ نمبر:04 ☆ تاریخ:27 مارچ تا 2 اپریل 2017ء بمطابق 28 جمادالثانی تا 05 رجب 1438ھ ☆ صفحات:8

قائد اعظم علی محمد جناحؒ

پیدائش سے وفات تک کا سفر

اور قیام پاکستان

ولایت ٹائمز خصوصی رپورٹ

> آپ ریاست پاکستان میں آزاد ہیں کہ چاہیں تو اپنے مندر میں جائیں یا اپنے مسجد میں اور یا اپنے کسی دوسرے عبادت کے جگے میں۔۔۔آپکا تعلق بھلے ہی کسی مسلک یا عقیدے سے ہو۔۔اس سے ریاست کا کوئی لینا دینا نہی۔۔میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے سامنے اس بات کو نظریہ سمجھ کر رکھنا چاہیے اور آپ دیکھیں گے کہ ہندو ہندو اور مسلمان، مسلمان رہیں گے کیونکہ یہ ہر انفرادی بندے کا ذاتی عقیدہ ہے۔

محمد علی جناح دنیا کے ایک نامور وکیل، سیاست دان اور بانی پاکستان تھے۔ محمد علی جناح 1913ء سے لے کر پاکستان کی آزادی (14 اگست 1947ء) تک آل انڈیا مسلم لیگ کے سربراہ رہے، پھر قیام پاکستان کے بعد اپنی وفات تک، وہ ملک کے پہلے گورنر جنرل رہے۔ سرکاری طور پر پاکستان میں آپ کو قائد اعظم یعنی سب سے عظیم رہبر اور بابائے قوم یعنی قوم کا باپ بھی کہا جاتا ہے۔ جناح کا یوم پیدائش پاکستان میں قومی تعطیل کے طور پر منایا جاتا ہے۔

کراچی کے پیدائشی اور لنکن ان سے بیرسٹری کی تربیت حاصل کرنے والے جناح، بیسویں صدی کے ابتدائی دو عشروں میں آل انڈیا کانگریس کے اہم رہنما کے طور پر ابھرے۔ اپنی سیاست کے ابتدائی ادوار میں انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے کام کیا۔ 1916ء میں آل انڈیا مسلم لیگ اور آل انڈیا کانگریس کے مابین ہونے والے میثاق لکھنو کو مرتب کرنے میں بھی انہوں نے اہم کردار ادا کیا۔

جناح آل انڈیا ہوم رول لیگ کے اہم رہنماوں میں سے تھے، انہوں نے چودہ نکات بھی پیش کئے، جن کا مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی حقوق کا تحفظ کرنا تھا۔ بہرکیف جناح 1920ء میں آل انڈیا کانگریس سے مستعفی ہو گئے، جس کی وجہ آل انڈیا کانگریس کے موہن داس گاندھی کی قیادت میں ستیا گرا کی مہم چلانے کا فیصلہ تھا۔

1940ء تک جناح کو یہ یقین ہو چلا تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک علاحدہ وطن کی جدوجہد کرنی چاہیے۔ اسی سال، مسلم لیگ نے جناح کی قیادت میں قرارداد پاکستان منظور کی جس کا مقصد نئی مملکت کی قیام کا مطالبہ تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران، آل انڈیا مسلم لیگ نے مضبوطی پکڑلی جبکہ ان ادوار میں کانگریس کے کئی رہنما قید کاٹ رہے تھے، اور جنگ کے ختم ہونے کے مختصر عرصے میں ہی انتخابات کا انعقاد ہوا، جس میں جناح کی جماعت نے مسلمانوں کے لئے مختص نشستوں میں سے بڑی تعداد جیت لی۔ اس کے بعد آل انڈیا کانگریس اور آل انڈیا مسلم لیگ متحدہ ہندوستان میں اختیارات کے توازن کے لئے کسی صیغے پر متفق نا ہو سکے نتیجتاً تمام جماعتیں اس امر پر متفق ہو گئیں کہ ہندوستان کے دو حصے کئے جائیں جن میں ایک مسلم اکثریتی علاقوں میں پاکستان جبکہ باقی ماندہ علاقوں میں بھارت کا قیام ہو۔

پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کے طور پر علی محمد جناح نے اپنی حکومتی پالیسیوں کے قیام کے لئے کام کیا نیز انہوں نے ان لاکھوں لوگوں کے بہبود اور آبادکاری کے لئے بھی کام کیا جو تقسیم ہند کے بعد پاکستان کی جانب ہجرت کر چلے تھے، انہوں نے ان مہاجر کیمپوں کی ذاتی طور پر دیکھ بھال کی۔ جناح 71 سال کے عمر میں انتقال کر گئے جبکہ ان کے نوزائیدہ ملک کو سلطنت برطانیہ سے آزاد ہوئے محض ایک سال کا عرصہ ہوا تھا۔

ابتدائی سال: جناح کا پیدائشی نام محمد علی جناح بھائی تھا اور وہ غالباً 1876ء میں ایک کرائے کے مکان وزیر مینشن کراچی کے دوسری منزل میں، جناح بھائی پونجا اور ان کی بیوی مٹھی بائی کے ہاں پیدا ہوئے۔ جناح کی جائے پیدائش پاکستان میں ہے لیکن یہ اس دور میں بمبئی کا حصہ ہوا کرتا تھا۔ جناح کا تعلق گجراتی خوجا اسماعیلی پس منظر سے تھا، لیکن بعد میں انہوں نے بارہ اثنا عشری مسلک اختیار کر لیا۔ جناح کا تعلق ایک متوسط آمدنی والے گھرانے سے تھا۔ ان کے والد ایک تاجر تھے جو نوابی ریاستیں گونڈل (کاٹھیاواڑ، گجرات) کے گاؤں پنیلی میں ایک جولاہا خاندان میں پیدا ہوئے تھے ان کی والدہ کا تعلق بھی اسی گاؤں سے تھا۔ وہ 1875ء میں کراچی منتقل ہو گئے اور وہ اس سے قبل ہی رشتہ ازدواج میں بندھ گئے تھے۔ کراچی کی معیشت ان دنوں ترقی کر رہی تھی اور 1869ء میں نہر سویز کنال کے کھلنے کا مطلب یہ تھا کہ کراچی بمبئی کے مقابلے میں یورپ سے 200 ناٹیکل میل قریب ہو گیا تھا۔

جناح کا اپنے بہن بھائیوں میں دوسرا نمبر تھا، ان کے تین بھائی اور تین بہنیں تھیں جن میں فاطمہ جناح بھی شامل تھی۔ ان کے والدین گجراتی زبان بولتے تھے جبکہ بچے کچھی زبان اور انگریزی بھی بولنے لگے تھے۔ سوائے فاطمہ کے، جناح کے باقی بہن بھائیوں کے متعلق کم ہی معلومات دستیاب ہیں جیسے کہ وہ کہاں رہے اور آیا کبھی وہ جناح کے وکالتی اور سیاسی میدان میں کامیابیوں کے دوران میں ان سے ملے بھی یا نہیں؟۔ لڑکپن میں جناح اپنی خالہ کے ہاں بمبئی میں بھی کچھ عرصہ رہے تھے جہاں شاید وہ گوکال داس تیج پرائمری اسکول میں پڑھے، بعد میں انہوں نے کیتھڈرل اینڈ جان کینون اسکول میں تعلیم حاصل کی۔ کراچی میں وہ سندھ مدرسۃ الاسلام اور کرسچن مشنری سوسائٹی ہائی اسکول میں داخل رہے۔

انہوں نے میٹرک جامعہ بمبئی کے ہائی اسکول سے کیا۔ ان کے اگلے سالوں بالخصوص ان کے وفات کے بعد بانی پاکستان کے لڑکپن کے حوالے سے کئی کہانیاں گردش کرتی رہیں، جیسے وہ اپنے فراغت کے اوقات پولیس اسٹیشن میں قانونی کارروائیوں کو دیکھنے میں صرف کرتے تھے، یا وہ گلی کی روشنی میں اپنے کتابیں پڑھتے تھے جس کی وجہ دیگر ذرائع سے محرومی تھی۔

انگلستان میں: اسی سال 1892ء میں وہ برطانیہ کی گراہم شپنگ اینڈ ٹریڈنگ کمپنی میں تربیتی پیش نامہ کے لیے گئے، یہ کام سر فریڈرک لیف کرونے انہیں دلوایا تھا جو ان کے والد پونجا بھائی جناح کے کاروباری شراکت دار تھے تاہم برطانیہ جانے سے پہلے انکی والدہ کے دباؤ پر ان کی شادی ایک دور کی رشتہ دار ایمی بائی سے کردی گئی، جو جناح سے عمر میں دو سال چھوٹی تھیں۔ تاہم یہ شادی زیادہ عرصے نہ چل سکی کیونکہ آپ کے برطانیہ جانے کے کچھ مہینوں بعد ہی ایمی جناح اور ان کی والدہ وفات پا گئیں۔ 1893 میں جناح کے خاندان والے بمبئی منتقل ہو گئے۔ لندن جانے کے کچھ عرصہ بعد آپ نے ملازمت چھوڑ دی جس پر ان کے والدان سے سخت ناراض ہوئے تھے جنہوں نے انہیں جانے سے قبل تین سال رہنے کا معقول خرچہ فراہم کیا تھا۔ وہ بیرسٹر کی ڈگری سے متاثر تھے لہذا انہوں نے لنکن ان میں داخلہ لے لیا بعد میں انہوں نے اس ادارے کو ان آف کورٹ پر فوقیت دینے کی یہ وجہ بتائی کہ لنکن ان میں داخل ہونے پر ان تمام رہنماؤں کے نام لکھے تھے جنہوں نے دنیا کو قوانین سے متعارف کرایا تھا جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام بھی درج تھا۔ جناح کے قانون کی تعلیم میں پیوپلیج (قانونی تربیتی پیش نامہ) نظام شامل تھا جو وہاں صدیوں سے لاگو تھا۔ قانون کا علم حاصل کرنے کے لئے وہ سینئر بیرسٹروں کی رہنمائی لیتے نیز وہ کئی قانونی کتابوں کا مطالعہ بھی کرتے۔ اس دور میں انہوں نے اپنا نام مختصر کر کے محمد علی جناح کر لیا تھا۔

اپنے طالب علمی کے دور میں وہ دیگر کئی ہندوستانی رہنماؤں کی طرح برطانوی روشن خیالی سے متاثر ہوئے۔ اس سیاسی رجحان میں جمہوری قومیت اور تعمیری سیاست بھی شامل تھی۔ مزید برآں وہ اس میدان میں ہندوستانی پارسی رہنما دادا بھائی نوروجی اور سر فیروز شاہ مہتہ سے متاثر ہونے لگے۔

اس دوران میں آپ نے دیگر ہندوستانی طلباء کے ساتھ مل کر برطانوی پارلیمنٹ کے انتخابات میں سرگرمی کا مظاہرہ کیا۔ ان سرگرمیوں کا اثر یہ ہوا کہ جناح وقت کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی آئین ساز خود مختار حکومت کے نظریہ کے حامی ہوتے گئے اور آپ نے ہندوستانیوں کے خلاف برطانوی گوروں کے ہتک آمیز اور امتیازی سلوک کی مذمت کی۔ جب دادا بھائی نوروجی برطانوی ہندوستان کے پہلے رکن پارلیمنٹ بنے اور انہوں نے فنس بری سنٹرل میں تین ووٹوں کی اکثریت حاصل کی۔ تب جناح نے ناوروجی کی تقریر ہاؤس آف کامنز کے گیلری میں بیٹھ کر سنی۔

قانونی اور سیاسی زندگی: بیس سال کی عمر میں جناح نے بمبئی میں وکالت کی مشق شروع کی وہ اس وقت شہر کے واحد مسلم بیرسٹر تھے۔ وہ عادتاً انگریزی زبان استعمال کرتے تھے اور یہ عادت تمام عمر رہی۔ ان کی وکالت کے ابتدائی تین سال 1897ء تا 1900ء، کچھ خاص نا تھے۔ اس میدان میں ان کے روشن مستقبل کا آغاز اس وقت ہوا جب بمبئی کے ایڈوکیٹ جنرل، جان مولسور تھ مک پیٹسن، نے انہیں اپنے چیمبر سے کام کرنے کے لئے مدعو کیا۔ سال 1900ء میں بمبئی کے پریزیڈنسی مجسٹریٹ پی۔ ایچ۔ داستور، کی نشست وقتی طور پر خالی ہوگئی اور اس نشست کو بطور قائم مقام حاصل کرنے میں جناح کامیاب ٹھہرے۔ چھ ماہ اس عہدے پر فائز رہنے کے بعد جناح کو 1500 روپے ماہانہ تنخواہ کی مستقل حیثیت ملی۔ جناح نے یہ کہہ کر اسے ٹھکرا دیا، کہ وہ روزانہ 1500 روپے کمانا چاہتے ہیں۔ جو اس دور میں ایک بہت بڑی رقم تھی اور انہوں ایسا کر کے بھی دکھایا۔ نا صرف یہ بلکہ بطور گورنر جنرل پاکستان انہوں نے زیادہ تنخواہ لینے کی بجائے صرف ماہانہ ایک روپیہ لینا پسند کیا۔

بطور وکیل جناح کی وکالت نے 1907ء میں بے پناہ شہرت پائی جس کی وجہ ماہرانہ طور پر کاوکس کا مقدمہ لڑنا تھا۔ یہ مسئلہ بمبئی کے میونسپل انتخابات میں کھڑے ہوئے جب یورپیوں نے اپنے کاوکس (سیاسی جماعت کا نمائندہ) کے ذریعے ہندوستانی عہدیداروں کو دھاندلی پر مجبور کیا تا کہ سر فیروز شاہ مہتہ کو کونسل سے باہر رکھا جا سکے۔ اگرچہ وہ اس مقدمہ کو جیت نہ سکے لیکن ان کے قانونی منطقوں اور وکالتی انداز نے انہیں مشہور کر دیا۔

جاری صفحہ 3 پر

ایک کامیاب وکیل کے طور پراُن کی بڑھتی شہرت نے کانگریس کے معروف رہنما بال گنگادھر تلک کی توجہ اُن کی جانب مبذول کرائی اور یوں1905ء میں بال گنگا دھر تلک نے جناح کی خدمات بطور دفائی مشیر قانون حاصل کیں تا کہ وہ اُن پر سلطنتِ برطانیہ کی جانب سے دائر کیے گئے، نقضِ امن کے مقدمے کی پیروی کریں۔ جناح نے اس مقدمے کی پیروی کرتے ہوئے، اپنے موکل کے حق میں دلائل دیتے ہوئے کہا کہ ایک ہندوستانی اگر اپنے ملک میں آزاد اور خود مختار حکومت کے قیام کی بات کرتا ہے تو یہ نقضِ امن یا غداری کے زمرے میں نہیں آتا لیکن اس کے باوجود بال گنگادھر تلک کو اس مقدمے میں قید بامشقت کی سزا سنائی گئی۔ لیکن جب1916ء میں ان پر دوبارہ یہی الزام عائد کیا گیا تو جناح اس بار ضمانت لینے میں کامیاب ہوئے۔

بمبئی ہائی کورٹ کے ایک بیرسٹر جو جناح کے ہم عصر تھے کہتے ہیں کہ جناح کو اپنے آپ پر نا قابل یقین حد تک اعتماد تھا، انہوں نے یہ بات اس واقعے کے تناظر میں کہی جب ایک دن کسی جج نے غصے میں جناح کو کہا کہ مسٹر جناح یاد رکھو کہ تم کسی تھرڈ کلاس مجسٹریٹ سے مخاطب نہیں ہو جناح نے برجستہ جواب داغ دیا جناب والا مجھے بھی اجازت دیجئے کہ میں آپ کو خبردار کروں کہ آپ بھی کسی تھرڈ کلاس وکیل سے مخاطب نہیں ہیں۔

سیاست کا آغاز: 1857ء کی جنگ آزادی میں بہت سے ہندوستانیوں نے حصہ لیا۔ جنگ کے بعد، کچھ انگلو ہندوستانیوں اور برطانیہ میں موجود کچھ ہندوستانیوں نے برصغیر کے لئے ایک وسیع خودمختاری کا مطالبہ کیا، ان مطالبات کے نتیجے میں1885ء میں آل انڈیا کانگریس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس جماعت کے قائدین میں سے اکثر برطانیہ سے پڑھے ہوئے تھے اور ان کے مطالبوں پر حکومت چھوٹے موٹے اصلاحات سامنے لاتی تھی۔ مسلمان برطانوی ہند میں جمہوری اداروں کے قیام میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے تھے، کیونکہ ان کی آبادی مجموعی آبادی کا ایک تہائی تھا جبکہ اکثریت ہندوؤں کی تھی۔ کانگریس کے ابتدائی اجلاسوں میں مسلمانوں کی شرکت کم تھی جن میں، زیادہ تر امیر طبقے کے تھے۔

جناح1920ء کے ابتدائی برسوں تک وکالت کی مشق کرنے میں مصروف رہے تھے لیکن وہ سیاست میں بھی دلچسپی لیتے تھے۔ جناح نے دسمبر1904ء میں بمبئی میں کانگریس کے بیسویں سالانہ اجلاس میں شرکت کر کے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ ان کا شمار کانگریس کے ان ارکان میں ہوتا تھا جو ہندو مسلم اتحاد کے حامی اور جدید خیالات کے مالک تھے ان میں مہتہ، ناروجی اور گوپال کرشنا گوکھالے شامل تھے۔ ان ارکان کے خیالات کی مخالفت کرنے والوں میں تلک اور لالا لجپت رائے شامل تھے جو آزادی کے لئے سریع رفتار عمل کے حامی تھے۔

1906ء میں جناح نے آل انڈیا کانگریس میں شمولیت اختیار کی جو اُس وقت ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت تھی لیکن اُس وقت کے دیگر کانگریسی رہنماؤں کی طرح جناح نے یکسر آزادی کی حمایت کرنے کی بجائے ہندوستان کی تعلیم، قانون، ثقافت اور صنعت پر برطانوی اثرات کو ہندوستان کے لئے موثر قرار دیا۔ جناح ساٹھ رکنی مرکزی مشاورتی کونسل (امپیریل لیجسلیٹیو کونسل) کے ممبر بن گئے لیکن اس کونسل کی اپنی کوئی حیثیت یا طاقت نہیں تھی اور اس میں شامل زیادہ تر افراد غیر منتخب، سلطنت برطانیہ کی زبان بولنے والے یورپی تھے۔ اس کے باوجود جناح متحرک رہے اور کم عمری کی شادی کے لئے قانون اور مسلمانوں کے وقف کے حق کو قانونی شکل دینے کے لئے کام کرتے رہے، انہی کاوشوں کے نتیجے میں سندھرسٹ کمیٹی بنائی گئی، جس نے ڈیرہ دون میں ہندوستانی فوجی اکادمی کے قیام میں کلیدی کردار ادا کیا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں جناح نے دیگر ہندوستانی ترقی پسندوں کے ساتھ برطانوی جنگ کی تائید کی، اس اُمید کے ساتھ کہ شاید اس کے صلے میں ہندوستانیوں کو سیاسی آزادی سے نوازا جائے۔

کانگریس سے علیحدگی: کانگریس میں جناح جیسے خیالات رکھنے والے ارکان کی کمی ہوئی جب مہتہ اور گوپال کرشنا گوکھلے1915ء میں انتقال کر گئے، اس تنہائی میں اسوقت مزید اضافہ ہوا جب دادابھائی نوروجی بھی لندن سدھار گئے جہاں وہ1917ء یعنی اپنی موت تک رہے۔ اسکے باوجود جناح نے مسلم لیگ اور آل انڈیا کانگریس کے درمیان میں فاصلوں کو مٹانے کی کوشش کی۔ 1916ء میں جب وہ مسلم لیگ کے صدر تھے، دونوں تنظیموں نے متفقہ طور پر میثاق لکھنو پر رضامندی ظاہر کی، اسکے تحت مختلف علاقوں میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے خاص کوٹے رکھے گئے۔ اگرچہ اس معاہدے پر مکمل عمل درآمد نہ ہو سکا لیکن اس نے دونوں جماعتوں میں تعاون کی راہ ہموار کی۔ جنگ کے دوران میں جناح نے ان ہندوستانیوں سے اتفاق کیا جنکا خیال تھا کہ برطانیہ کی حمایت کرنے سے شاید گورے بطور انعام ہندوستانیوں کو آزادی دے دیں۔

1916ء میں جناح نے آل انڈیا ہوم رول لیگ کے قیام کے لئے کلیدی کردار ادا کیا۔ انہوں نے دیگر سیاسی رہنماؤں جیسے اینی بیسنٹ اور بال گنگادھر تلک کے ساتھ ''ہوم رول'' کا مطالبہ کیا جس کا مقصد ہندوستان کو سلطنت برطانیہ میں رہتے ہوئے کینیڈا، نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا جیسی خودمختاری حاصل کرنی تھی لیکن جنگ کے بعد گوروں کی دلچسپیاں اِن ہندوستانی قانونی اصلاحات میں سرد پڑ گئی۔ برطانوی کیبنٹ وزیر ایڈون مونٹیگو اس دور کے جناح کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ''جوان، مکمل طور پر باتمیز، متاثر کن۔ چہرہ، تیز لہجوں سے مسلح اور اپنے تمام منصوبے پر مصر''۔

1918ء میں جناح نے خود سے چوبیس سال کم عمر مریم جناح سے شادی کی۔ وہ انکے دوست سر دینشا ڈپیٹ کی جواں سال فیشن پسند بیٹی تھی جنکا تعلق بمبئی کے ایک امیر پارسی گھرانے سے تھا۔ اس شادی کی مخالفت مریم جناح کے گھر والوں اور پارسی برادری کی جانب سے خوب کی گئی ساتھ ہی کئی دیگر مسلم مذہبی رہنما بھی اس شادی کے خلاف تھے۔ رتن بھائی اپنے خاندان والوں کی مخالفت کے باوجود اسلام میں داخل ہوئیں اور انہوں نے مریم جناح کا نام اپنایا اگرچہ کبھی وہ اسے استعمال نہیں کرتی تھی اسطرح وہ اپنے خاندان اور پارسی برادری سے ہمیشہ کے لئے تعلق ختم کر بیٹھی۔ اس جوڑے نے اپنی رہائش بمبئی میں رکھی اور وہ شادی کے بعد ہندوستان اور یورپ کے کئی علاقوں میں تفریح کے لئے گئے۔ انکی واحد اولاد جو بیٹی دینا واڈیا تھی 15اگست1919ء کو پیدا ہوئی۔ 1929ء میں جناح کی بیوی کا انتقال ہوا اور فاطمہ جناح انکی اور انکی بیٹی کی دیکھ بھال کرنے لگی۔

1919ء کے دوران میں برطانیوں اور ہندوستانیوں کے مابین تعلقات کشیدہ

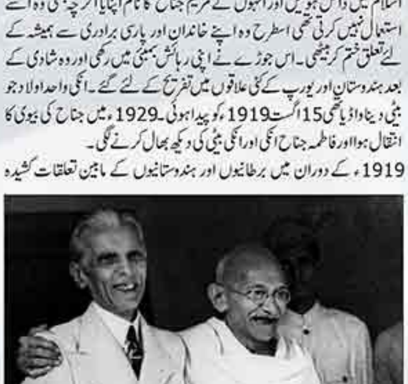

ہوئے جب انہوں نے جنگ کے دوران میں عوامی آزادیوں پر کئی طرح کی پابندیاں عائد کی۔ جناح نے اس دور میں استعفیٰ دیا۔ جلیانوالہ باغ امرتسر کے واقعہ کے بعد سارے ہندوستان میں بے چینی پھیلی جس میں برطانوی فوجیوں نے ہجوم پر فائرنگ کر کے کئی سو لوگوں کا قتل کیا تھا۔ جلیانوالہ باغ سانحے کے تناظر میں گاندھی کی ہندوستان واپسی ہوئی اور انہیں ہندوستان میں گرم جوشی سے خوش آمدید کہا گیا اس دور میں وہ کانگریس کے ایک پراثر اور قابل احترام رہنما ثابت ہوئے اور اسی دور میں انہوں نے برطانیوں کے خلاف ستیاگرا کی مہم چلائی وہ کئی مسلمانوں کے سامنے بھی متاثر کن شخصیت رکھتے تھے۔ جس کی وجہ تحریک خلافت میں گاندھی کی جانب سے مسلمانوں کے موقف کی حمایت تھی یہ مسلمان خلافت عثمانیہ سے روحانی طور پر منسلک تھے۔ لیکن پہلی جنگ عظیم میں عثمانی خلیفہ کو شکست کی وجہ سے اپنے تخت سے محروم ہونا پڑا۔ اس کے بعد اس مہم سے منسلک کئی مسلمان قتل یا قید کیے گئے اور ان مسلمانوں کی حمایت کی وجہ سے گاندھی نے مسمانوں میں اچھی خاصی شہرت کمائی۔ جناح نے گاندھی کے خلافت کے معاملے کو غلط سمجھتے تھے وہ اسے ''مذہبی جذبات کا بے جا اظہار'' کہتے۔ جناح نے گاندھی کے ستیاگرا مہم کو "سیاسی انارکی" سے تشبیہ دی وہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ خودمختار حکومت کا حصول قانونی طریقوں سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے گاندھی کی مخالفت کی، لیکن ہندوستانیوں کے نظریات کی موجیں انکے مخالف رہی۔ 1920ء میں ناگپور میں ہونے والے کانگریس کے سالانہ اجلاس میں کئی رہنماؤں نے جناح کے نظریات کی سخت مخالفت کی وہ اس بات پر مصر تھے کہ گاندھی کی ستیاگرا مہم کو ہندوستان کی آزادی تک چلایا جانا چاہئے۔ جناح نے اسی عرصے میں ہونے والے مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت نہیں کی یہ اجلاس بھی اسی شہر میں منعقد ہوئی تھی اور انہوں نے بھی اسی قسم کی قرارداد منظور کی۔ کانگریس کی جانب سے گاندھی کی مسلسل حمایت کی وجہ سے انہوں نے اس جماعت کے تمام عہدوں سے استعفاء دے دیا، لیکن وہ مسلم لیگ کے عہدوں پر فائز رہے۔

جداگانہ دوراوربرطانیہ میں سکونت: گاندھی اور تحریک خلافت کے مابین موجود اتحاد زیادہ عرصے نہ چل سکی اور مزاحمت کی یہ مہم امید سے کم ہی پر اثر ثابت ہوئی، جیسا کہ برطانوی ادارے بدستور کام کرتے رہے۔ جناح اس دور میں کانگریس کے مخالف میں ایک جماعت کھڑی کرنے اور نئے سیاسی خیالات کے متعلق سوچتے رہے۔ ستمبر1923ء میں جناح بمبئی کے سنٹرل لیجسلیٹو اسمبلی کے مسلم رکن منتخب ہوئے۔ وہ ایک فعال رکن پارلیمنٹ بن کر سامنے آئے اور انہوں نے کئی ہندوستانی ارکان کو سورج پارٹی کے ساتھ کام کرنے کے لئے منظم کیا، انہوں اس دور میں انہوں نے ایک ذمہ دار حکومت کا مطالبہ جاری رکھا۔ 1925ء میں انکے خدمات کے اعتراف کے طور پر روفس آئزکس جو وائسرائے کے عہدے سے سبکدوش ہونے والے تھے نے انھیں شہسوار کے خطاب سے نوازنے پر رضامندی ظاہر کی لیکن جناح نے جواب دیا، ''میں مسٹر جناح کو استعمال کرنا ترجیح دیتا ہوں''۔

1927ء میں کنزرویٹو پارٹی (برطانیہ) کے منتخب وزیر اعظم سٹینلی بالڈون نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ1919 کے تناظر میں ہندوستانیوں کے حقوق کا از سر نو جائزہ لیا۔ سٹینلی نے اگلے انتخابات میں شکست کے خوف سے یہ جائزہ دو سال قبل شروع کیا۔ اسوقت کابینہ اپنے وزیر ونسٹن چرچل سے متاثر تھی جو ہندوستان کو خودمختاری دینے کے مخالف تھے، دیگر ارکان کا خیال تھا کہ اس کام کو جلد کرنے سے انکی حکومت برقرار رہے گی۔ اس فیصلے کے بعد1928ء میں لبرل پارٹی کے رکن پارلیمنٹ جاہن سمن کی قیادت میں جس میں کنزرویٹو پارٹی (برطانیہ) کی اکثریت نے مارچ میں ہندوستان کا دورہ کیا۔ لیکن انہیں مسلم و ہندو رہنماؤں سے بائیکاٹ کے سوا کچھ نہ ملا کیونکہ انہوں نے ان رہنماؤں کو کمیشن میں شامل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ کچھ مسلم رہنماؤں نے مسلم لیگ سے علیحدگی کا فیصلہ کیا کیونکہ مسلم لیگ نے اس کمیشن کو خوش آمدید کرنے کا فیصلہ کیا تھا، لیکن اکثریت نے جناح سے وفاداری دکھائی اور انہوں نے دسمبر 1927ء اور جنوری1928ء کے اجلاسوں میں شرکت کی ان اجلاسوں نے جناح کو آل انڈیا مسلم لیگ کی مستقل صدرات سونپ دی۔ جناح نے کمیشن کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ''برطانیہ پر ایک قانونی جنگ مسلط کی جا چکی ہے۔ مسئلے کے حل پر مفاہمت کا مطالبہ ہمارے طرف سے نہیں آیا۔۔۔ گوروں سے پُر ایک کمیشن کے قیام سے لارڈ برکنہیڈ نے ہمیں خودمختار حکومت کو چلانے سے نااہل قرار دیا ہے۔

1928ء میں برکنہیڈ نے ہندوستانیوں کو اپنی جانب سے ہندوستان کے لئے قانونی تبدیلی کے لئے تجاویز تیار کرنے کا حکم دیا جواب میں آل انڈیا کانگریس نے موتی لال نہرو کی قیادت میں ایک رپورٹ پیش کی۔ کمیٹی کا مقصد ہندوستان کے لیے ہندوستانیوں کے ذریعے ایک ایسے آئینی ڈھانچے کو تشکیل دینا تھا جو ہندوستان میں آباد تمام قومیتوں کے لیے قابل قبول ہو یا جس کو کم از کم کانفرنس میں شریک تمام پارٹیوں کی حمایت حاصل ہو۔ اس کمیٹی نے جو آئینی رپورٹ تیار کی ہندوستان کی تاریخ میں اسے نہرو رپورٹ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جناح کے نزدیک یہ رپورٹ مسلمانوں کے حقوق کا موثر حل نا تھی لہذا انہوں نے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے ایک الگ رپورٹ شائع کی جو جناح کے چودہ نکات کے نام سے معروف ہوئی۔ اس نکات کے ذریعے جناح کو امید تھی کہ لیگ کے باقی ماندہ ارکان بھی متحد ہو جائیں گے۔ لیکن کانگریس اور انگریزوں نے انکے ان نکات کو تسلیم نا کیا۔

بالڈون1929ء کے برطانوی انتخابات میں ہار گئے اور لبرل پارٹی کے رامسے مکڈونالڈ وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہوئے۔ انہوں نے ہندوستان کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے لندن میں ہندوستانی اور برطانوی سیاستدانوں کو مدعو کیا اس عمل کی حمایت جناح بھی کر چکے تھے۔ اس سلسلے میں تین گول میز کانفرنس اگلے کچھ سالوں تک ہوتے رہے جناح کو آخری کانفرنس میں مدعو نہیں کیا گیا ان کانفرنسوں سے مسئلے کے حل میں کوئی پیش رفت نا ہو سکی۔ جناح1930ء تا1934ء تک لندن میں قیام پذیر رہے اس دوران میں وہ پریوی کونسل میں بیرسٹر کی مشق کرتے رہے وہ اس دوران میں ہندوستان سے متعلق کئی معاملات کو بھی نبٹاتے رہے۔

1931ء میں فاطمہ جناح اپنے بھائی جناح کے ہاں لندن منتقل ہو گئیں۔ وہ انکی دیکھ بھال کرتی تھی کیونکہ وہ اب بوڑھے ہو چکے تھے نیز وہ پھیپھڑوں کی بیماری میں بھی مبتلا تھے جو جان لیوا ثابت ہو سکتی تھی فاطمہ جناح نے اپنے بھائی کی قریبی مشیر کی حیثیت حاصل کر لی تھی۔ جناح کی بیٹی ڈینا نے تعلیم برطانیہ اور ہندوستان میں حاصل کی۔ جناح اور انکی بیٹی کے مابین تعلقات اس وقت خراب ہوئے جب انکی بیٹی نے ایک عیسائی نیوائل واڈیہ سے شادی کرنے کا اردہ ظاہر کیا جو ایک پارسی امیر تاجر گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ جبکہ جناح کی خواہش تھی کہ وہ ایک مسلمان سے شادی کرے لیکن انکی بیٹی جناح کو یہ کہتی کہ ''آپ نے بھی اپنے ہم مسلک سے شادی نہیں کی''۔ جناح نے اس معاملے کو نرمی سے حل کرنے کی کوشش کی لیکن باپ بیٹی کے رشتے میں فاصلے موجود رہے اور انکی بیٹی نے قیام پاکستان کے بعد جناح سے ملاقات نہ کی، البتہ وہ جنازے میں شریک تھی۔

جاری صفحہ4پر

علامہ اقبالؒ کے ذریعے جناح کی نظریاتی تبدیلی

علامہ اقبالؒ کے ذریعے جناح کی نظریاتی تبدیلی: ڈاکٹر محمد اقبال کے نظریات کا جناح پر بہت زیادہ اثر تھا، اور اسی اثر کے نتیجے میں پاکستان کے قائم ہونے کی راہ ہموار ہوئی اور اس اثر کو مصنفین نے زبردست، طاقتور اور نا قابل انکار تک لکھا ہے۔ محمد اقبال کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جناح کو لندن میں خود ساختہ جلاوطنی کو ختم کر کے ہندوستان کی سیاست میں شامل ہونے پر بھی رضامند کر لیا تھا۔ اگر چہ ابتداء میں اقبال اور جناح دو مختلف خیالات کے مالک تھے جناح کے بارے میں اقبال کا خیال تھا کہ وہ ہندوستان میں موجود اپنے مسلم برادری کے بحران سے کنارہ کشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اکبر صلاح الدین احمد کے مطابق اقبال کے خیالات میں بدلاؤ ان کے 1938ء میں وفات سے قبل نمودار ہوئے۔ اقبال آہستہ آہستہ جناح کے خیالات میں تبدیلی لانے میں کامیاب ٹھہرے اور جناح نے انکی صلاح قبول کر لی۔ احمد نے جناح کی طرف سے ڈاکٹر اقبال کو بھیجے گئے خط کا حوالہ دیا جس میں جناح نے اقبال کہ اس نظرئے کہ مسلمانوں کے لئے ایک الگ وطن ہونا چاہیے پر اتفاق کیا۔

اقبال کی وجہ سے جناح کے نزدیک مسلم تشخص ایک قابل ستائش چیز بھی ٹھہری۔ احمد کہتے ہیں کہ جناح نہ صرف اقبال سے اپنی سیاسی بلکہ ذاتی عقائد پر بھی متفق ہو گئے تھے۔ ان اثرات کے ثبوت 1937ء سے ظاہر ہونے شروع ہوئے، اس دور میں جناح اپنے تقاریر میں اسلام کے نظریات پر بات کرتے، وہ عوامی مقامات میں اسلامی روایات کا ذکر کرتے۔ احمد کے نزدیک جناح کے قول وعمل میں ''کچھ چیزیں بالکل بدل گئی تھیں''۔ لیکن جناح اب بھی اپنی تقاریر میں مذہبی آزادی اور اقلیتوں کے حقوق کی پاسداری کی بات کرتے وہ پیغمبر اسلام محمدؐ کی طرز حکمرانی کو نمونہ عمل سمجھتے۔ احمد کا دعویٰ ہے کہ جو مصنفین جناح کا ایک سیکولر خاکہ کھینچتے ہیں کو چاہئے کہ وہ انکی تقاریر سنیں اور اسے اسلامی تاریخ اور ثقافت کے تناظر میں پرکھیں۔ یہی تبدیلی تھی جس نے جناح کی گفتگو میں ایک واضح فطری اسلامی مملکت کا سوال پیدا کیا تھا۔ اسی تبدیلی نے جناح کے آخری ایام تک انہیں اقبال کے نظریات کا طالب بنا دیا وہ اقبالی نظریات جو کے اسلامی اتحاد، اسلامی نظریہ آزادی، انصاف اور مساوات، معیشت اور حتیٰ کہ نماز کے پڑھنے تک سے متاثر نظر آنے لگے۔

جناح اقبال کی سوچ سے کس حد تک متاثر تھے کا انداز 1940ء میں کی گئی انکی ایک عوامی تقریر سے لگایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ''اگر مستقبل میں ہندوستان میں ایک مثالی اسلامی مملکت قائم ہوئی اور مجھ سے کہا جائے کہ اس طرز حکمرانی اور اقبال کے کام میں بہتر کونسا ہے تو میں، موخر الذکر کو ہی چنونگا۔

سیاست میں واپسی: 1933ء میں ہندوستانی مسلمانوں بالخصوص متحدہ صوبوں کے مسلموں نے جناح سے دوبارہ آکر مسلم لیگ کی قیادت سنبھالنے کا کہنے لگے جو اب قدرے غیر متحرک ہو چکی تھی۔ وہ اب صرف نام کے ہی صدر تھے جب انہیں 1933ء کے سیشن کی صدارت کے لئے مدعو کیا گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ وہ اس سال کے اختتام سے قبل حاضر نہیں ہو سکتے۔ اس حوالے سے جن رہنماؤں نے جناح سے ملاقات کی ان میں لیاقت علی خان بھی شامل تھے جو بعد میں جناح کے قریبی مشیر طور پر سامنے آئے اور وہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کے عہدے پر بھی فائز ہوئے۔ جناح کی واپسی کے حوالے سے لیاقت علی خان نے کئی مسلم رہنماؤں سے مشاورت کی اور انکے پیغامات جناح تک پہنچائے۔ 1934ء کے ابتداء میں جناح نے ہیمپسٹیڈ میں موجود اپنا مکان بیچ دیا اور اپنے قانونی مشق ختم کر دی تا کہ وہ واپس ہندوستان جا سکیں۔ بمبئی کے مسلمانوں نے اکتوبر 1934ء میں جناح کو مرکزی قانون ساز اسمبلی کے لئے اپنا نمائندہ نامزد کیا۔ برطانوی پارلیمنٹ نے حکومت ہند ایکٹ 1935 کے تحت صوبوں کو کچھ اختیارات دئے، جبکہ دلی میں مرکزی اسمبلی بنائی گئی جس کے پاس اختیارات نہ تھے مثلاً اس اسمبلی کو دفاع، خارجی امور اور بجٹ جیسے معاملات میں دخل کا حق حاصل نہ تھا۔ وائسرائے کو اختیار کل کا مالک بنایا گیا اور وہ اپنی مرضی سے اسمبلی اور قوانین کو جب چاہیں تحلیل کر سکتے تھے۔ مسلم لیگ نے اس منصوبے کو قبول کیا لیکن ساتھ ہی کمزور پارلیمنٹ کے معاملے پر اپنے خدشات کا اظہار کیا۔

کانگریس نے 1937ء کے انتخابات کے لئے خوب تیاری کر رکھی تھی جبکہ مسلم لیگ ان انتخابات میں بری طرح ناکام ہوئی حتیٰ کہ مسلم اکثریتی علاقوں میں بھی انہیں قابل ذکر کامیابی نہ مل سکی۔ اس جماعت نے دہلی میں اکثریت حاصل کی اور بنگال میں یہ فاتح جماعت کی اتحادی بنی۔ کانگریس اور انکے اتحادی جماعتوں نے شمال مغربی سرحدی صوبہ (1901–1955) میں بھی حکومت بنائی حالانکہ اس صوبے میں رہنے والے تمام لوگ مسلمان تھے۔

سنگھ کے مطابق یہ نتائج جناح کے لئے زبردست اور تقریباً صدمے تک کا باعث تھے۔ اسکے باوجود 20 سال تک جناح کے اس خیال کہ مسلمان متحدہ ہندوستان میں باوجود اقلیت میں ہونے کہ کچھ قانونی اصلاحات، مسلم صوبوں کی حد بندی سے اپنے حقوق کا تحفظ کر سکتے ہیں، جنکے متعلق جناح نے کبھی سوچا تھا کہ یہ مسلمانوں کی گروہی جھگڑوں سے ناکام ہو سکتا ہے۔'' سنگھ مسلم رہنماؤں پر 1937ء کے انتخابات میں ناکامی کے اثرات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے ''جب کانگریس نے تقریباً تمام مسلم سیٹوں سمیت حکمت بنائی تو غیر کانگریسی مسلمان رہنما جب انکے مخالف اپوزیشن کرسیوں پر بیٹھے تو انہیں اچانک اس تلخ حقیقت کا ادراک ہوا کہ وہ کتنے بے اختیار ہیں۔ اگر کانگریس ایک بھی مسلم نشست نا جیتتی تو یہ انکے لئے بے حد اطمینان کا سبب ہوتا۔ جیسا کہ انہوں نے اسمبلی میں واضح اکثریت حاصل کر لی تھی لہازا وہ بلا شراکت غیرے حکومت بنانے کے مجاز تھے۔۔۔''

اگلے دو سالوں تک جناح مسلم لیگ کے لئے مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے کام کرتے رہے۔ وہ بنگال اور پنجاب کی حکومت میں موجود تھے لہٰذا وہ وہاں سے مسلمانوں کے لئے آواز اٹھاتے رہے۔ نیز انہوں نے مسلم لیگ کو وسیع کرنے پر بھی کام کیا انہوں نے جماعت کے رکن بننے کی فیس کم کر کے دو آنے (1/8 روپے) کر دی جو پھر بھی کانگریس کے ممبر شپ فیس سے آدھے زیادہ تھے۔ انہوں نے کانگریس کی طرز پر مسلم لیگ کی ساخت تبدیل کی اور ورکنگ کمیٹی کو با اختیار بنایا جنہیں وہ خود منتخب کیا کرتے تھے۔ دسمبر 1939ء میں لیاقت علی خان کے اندازے کے مطابق دو آنے والے ارکان کی تعداد تین ملین (تیس لاکھ) تھی۔

پاکستان کے لئے جدوجہد: 1930ء تک اکثر مسلمانان ہند آزادی کے صورت میں ہندوں کے ساتھ ایک متحد مملکت میں رہنے کا خیال رکھتے تھے جیسا کہ وہ صدیوں سے رہتے آئے تھے اور یہی خیال ہندوں کا بھی تھا جو خود مختار حکومت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اسکے علاوہ کچھ قوم پرستانہ بنیادوں پر بھی تجاویز بنائی گئی تھیں۔ 1930ء میں خطبہ الہ آباد میں سر محمد اقبال نے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ ریاست کا مطالبہ کیا۔ چوہدری رحمت علی نے 1933ء میں ایک اعلامیہ پاکستان نامی پمفلٹ شائع کی جس میں انہوں نے وادی سندھ کی جانب موجود علاقوں اور دیگر ہندوستانی مسلم اکثریتی علاقوں کو پاکستان کا نام دیا۔ جناح اور اقبال 1936ء اور 1938ء میں ملاقات کرتے رہے اور جناح نے اپنی تقاریر میں اقبال کے خواب کی حمایت کی۔ اگر چہ تمام کانگریسی رہنما ایک متحد طاقتور ملک کے لئے کام کر رہے تھے، کچھ مسلم رہنما جن میں جناح بھی شامل اس کے مخالف تھے وہ ان نظریات کی حمایت اپنی مسلک کے حقوق کی تحفظ کے یقین دہانی نا مل سکنے کے سبب کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ کچھ مسلم سیاستدان کانگریس کے ہم خیال بھی تھے ان سب کے باوجود اس منظر میں ایسے کئی ہندو سیاستدان بھی تھے جو آزادی کی صورت میں ہندوستان کو سیکولر ریاست کے طور پر دیکھنا چاہتے تھے ان کے نزدیک آزاد ہندوستان میں گائے کی قربانی پر پابندی اور ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ ملنا تھا۔ ہندو نواز کالم نگاروں کو روکنے سے کانگریسی بے بسی کی وجہ سے بھی ان کے حمایتی مسلمانوں کو کئی طرح کے خدشات کو سامنا کرنا پڑا۔ پھر بھی 1937ء تک کانگریس کے حمایتی مسلم تعداد قابل قدر حالت میں تھی۔

ان دو گروہوں میں مزید جدائی سامنے آئی جب یہ دونوں جماعتیں 1937ء کے انتخابات میں متحدہ صوبوں میں اتحادی جماعت بنانے میں ناکام نظر آئے۔ مورخ آیان ٹالبوٹ لکھتے ہیں'' کانگریس کی صوبائی حکومتوں نے مسلم آبادی کو سمجھنے اور انکے مذہبی حساسیت کو احترام کرنے کے لئے کوئی بھی اقدام نا اٹھائے۔ جبکہ اس دور میں مسلم لیگ مسلمانوں کے حقوق کا دعویٰ کرتی تھی۔ اور بڑی بات یہ کہ مسلم لیگ نے اسی کانگریسی حکومتی ادوار کے فوراً بعد پاکستان کا مطالبہ اٹھایا۔

دوسری جنگ عظیم اور قرارداد لاہور: برطانوی وزیر اعظم نوائل چیمبرلین نے 3 ستمبر 1939ء کو نازی جرمنی کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا اور اسکے ساتھ ہی وائس رائے ہند وکٹر ہوپ نے ہندوستانی سیاستدانوں کو کسی خاطر میں لائے بغیر جنگ میں برطانیہ کا بھر پور ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ اس عمل پر برصغیر میں بڑے مظاہرے ہوئے۔ جناح اور سے ملاقات کے بعد وائسرائے نے یہ موقف اپنایا کہ جنگ کی وجہ سے خود مختار حکومت کا معاملہ معطل کیا گیا ہے۔ کانگریس نے ایک قانونی اسمبلی سے قانون کو بنانے اور آزادی کا مطالبہ کیا، جب اس مطالبے کو مسترد کیا گیا تو کانگریس 10 نومبر کو اپنے آٹھ صوبائی حکومتوں سے مستعفی ہوگئی ان صوبوں میں جنگ کے دوران معاملات کو گورنر چلاتے رہے۔ اس دوران میں جناح دوسری طرف انگریزوں کی حمایت کرنے لگے جس کے سبب انگریز انہیں مسلم آبادی کا نمائندہ سمجھنے لگے۔ جناح بعد میں کہتے ہیں کہ جنگ کے شروع ہونے کے بعد انگریز انہیں گاندھی کے برابر اہمیت دینے لگے۔ میں حیران تھا کہ مجھے گاندھی کی ساتھ والے نشست پر بٹھایا جاتا۔ اگر چہ مسلم لیگ نے جنگ میں برطانیہ کی متحرک طور پر حمایت نا کی اور نا ہی انہوں نے اس میں رکاوٹ ڈالی۔

جب مسلمان گوروں سے مکمل تعاون کرنے لگے تو وائسرائے نے جناح سے حکومتی خودمختاری کے متعلق مسلم لیگ کی رائے پوچھی یہ سوچ کر کہ لیگ کے خیالات کانگریس سے مکمل مختلف ہونگے۔ اس مقام پر پہنچ کر لیگ کے ورکنگ کمیٹی نے فروری 1940ء میں چار دن قانونی کمیٹی کو بھیجنے والی سفارشات پر کام کیا۔ اس کمیٹی نے جو مطالبے سب کمیٹی کو بھیجے انمیں کہا گیا کہ ''مسلم اکثریتی علاقوں میں آزاد ریاست قائم ہو اور یہ معاملات سیدھے برطانیہ کی انتظام میں مکمل ہوں'' 6 فروری کو جناح نے وائسرائے کو آگاہ کیا کہ لیگ 1935 ایکٹ پر چلتے ہوئے وفاق کے ماتحت بننے کے تقسیم کا مطالبہ پیش کرے گی۔ قرارداد لاہور (جو قرارداد پاکستان کے نام سے معروف ہے اگر چہ اس میں یہ نام استعمال نہیں کیا گیا) اسی سب کمیٹی کے کام پر مشتمل تھی نیز اس نے دو قومی نظریہ شمال مغربی مسلم اکثریتی علاقوں کے انضمام کے لئے اپنایا، جس میں انہیں مکمل خودمختاری دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ اسی طرح کے حقوق کا مطالبہ مشرقی علاقوں کے لئے بھی مانگا گیا اس میں دیگر صوبوں میں موجود اقلیتوں کا بھی خاص ذکر کا گیا۔ اسے مسلم لیگ کے لاہور سیشن میں 23 مارچ 1940ء کو منظور کیا گیا۔

گاندھی نے اس عمل کو خاموش رہتے ہوئے ''حیران کن'' قرار دیا لیکن انہوں نے ساتھ ہی اپنے پیروکاروں سے کہا کہ مسلم اقوام بھی اپنے خودمختاری کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

جب کہ کانگریس کے دیگر رہنما نے اس پر بہت رد عمل دکھایا جواہر لعل نہرو اسے جناح کے ''تخیلاتی تجاویز'' قرار دی جبکہ چکرورتی راجگو پال آچاریہ نے جناح کے تقسیم کی تجویز کو ''ذہنی بیماری کی علامت'' قرار دی۔ 1940ء میں جناح کے وائسرائے سے ملاقات ہوئی اور اسی دوران میں ونسٹن چرچل وزیر اعظم بنے، انہوں نے اگست میں کانگریس اور لیگ دونوں کو یہ یقین دہانی کرائی کے جنگ میں تعاون کرنے کے صلے میں وائسرائے ہندوستانی نمائندوں کو برطانیہ کے سامنے اپنے تجاویز رکھنے کی اجازت فراہم کرے گا۔ وائسرائے نے ان نمائندوں سے وعدہ کیا کے جنگ کے بعد ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کیا جائیگا اور کسی بھی بڑی آبادی کی مرضی کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کیا جائیگا، اگر چہ کانگریس اور لیگ کو ان وعدوں پر زیادہ اعتبار نہ تھا لیکن جناح خوش تھے کہ گورے انہیں مسلمانوں کے معاملات میں انکا نمائندہ سمجھ کر شریک کرتے ہیں۔ جناح پاکستان کی سرحدی حد بندی، برطانیہ سے باقی برصغیر سے تعلق کے حوالے سے تجاویز دینے پر تذبذب کا شکار رہتے کہ کہیں اس سے لیگ میں کہیں فرقہ نا بن پڑے۔

جاپانیوں نے دسمبر 1941ء کو پرل ہاربر حملہ کر کے امریکہ کو جنگ میں کودنے کا موقع فراہم کیا۔ اور انہی ادوار میں جاپانی فوجوں نے جنوب مشرقی ایشیا کی جانب پیش قدمی شروع کی تو برطانوی کیبنٹ نے ایک مشن جس کی قیادت سر سٹیفورڈ کرپس کر رہے تھے ہندوستان میں بھیجی اس مشن کا مقصد ہندوستانی رہنماؤں سے جنگ کے لئے بھر پور تعاون مانگنا تھا۔ کرپس نے کچھ صوبوں کو یہ بھی تجویز دی کہ ان کی مرضی آیا وہ کچھ عرصے کے لئے خودمختار رہیں یا ہمیشہ کے لئے یا مستقبل میں کسی بھی ملک کے ساتھ ضم ہو جائیں۔ چونکہ مسلم لیگ مشرقی بنگال کے ہندو علاقوں میں ووٹ نا لے سکتی تھی لہاذا جناح نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ کانگریس نے بھی اس تجاویز کی مخالفت کی اور فوری مراعت دینے کا مطالبہ کیا جس کے لئے کرپس تیار نہ تھے۔ اسکے باوجود جناح اور لیگ کے رہنما کرپس کے معاملے کو پاکستان کے بنیادی مطالبے کو تسلیم کرنے سے تشبیہ دی۔

کرپس مشن کے ناکام ہونے پر کانگریس نے اگست 1942ء کو کوائٹ انڈیا مہم چلائی اور آزادی تک ستیا گرا کی مہم دوبارہ چلانے کا فیصلہ کیا۔ برطانیہ نے بدلے میں جنگ کے خاتمے تک تمام کانگریسی رہنماؤں کو قید کئے رکھا۔ گاندھی کو گوروں نے گرفتار کیا اور انہیں گھر میں نظر بند رکھا گیا لیکن انکی طبیعت کی ناسازی کے سبب انہیں 1944ء میں رہا کر دیا گیا۔ کانگریس کے رہنماؤں کی سیاسی منظر نامے سے گمشدگی کے دوران میں جناح نے تحریک پاکستان خوب چلائی۔ جناح نے اس دوران میں صوبوں میں بھی لیگ کو سیاسی طور پر مضبوط کیا۔ انہوں نے دلی سے 1940ء میں انگریزی اخبار ڈان کا اجراء کیا جس میں وہ لیگ کے پیغامات کو پھیلاتے اور بعد میں یہ پاکستان کے بڑے انگریزی اخبارات میں شامل ہوئی۔

گاندھی نے 1944ء میں اپنی رہائی کے بعد بمبئی کے مالابار پہاڑی میں موجود جناح کے گھر میں ان سے ملاقات کی۔ دو ہفتے چلنے والی اس ملاقات سے کوئی نتیجہ برآمد نا ہو سکا۔

جاری صفحہ 5 پر

جناح کو اصرار تھا کہ گوروں کے انخلاء سے قبل ہی برصغیر کو تقسیم کیا جانا چاہیے اور انکے انخلاء کے فوراً بعد ہی پاکستان کو آزادی حاصل ہونی چاہیے جبکہ گاندھی کا موقف یہ تھا کہ انگریزوں کے انخلاء کے بعد تقسیم کے لئے استصواب رائے معلوم کی جائے۔ 1945 میں جنگ کے بعد لیاقت علی خان اور بھولا بھائی دیسائی میں ملاقات ہوئی دونوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ کانگریس اور لیگ ایک قائم مقام حکومت بنائی گی اور وائسرائے کے ایگزیکٹیو کونسل میں دونوں جماعت کے ارکان کی تعداد برابر ہوگی۔ جب 1945ء میں کانگریس کے دیگر ارکان جیل سے رہا ہوئے تو انہوں نے دیسائی کے عمل کی مخالفت کی اور کہا کہ دیسائی نے اپنے اختیار سے بڑھ کر کام کیا ہے۔

جنگ کے بعد: آرچیبالڈ ویول نے 1943ء میں سبکدوش ہونے والے وائسرائے کی جگہ لی۔ اس نئے وائسرائے نے جون 1945ء میں تمام جماعتوں کے معروف رہنماؤں کو شملہ میں مدعو کر کے ایک کانفرنس کا انعقاد کیا۔ انہوں نے لیاقت اور دیسائی کی طرز پر ایک وقتی حکومت کی تجویز دی۔ لیکن وہ اس بات پر رضامند نا تھے کہ مسلمانوں کے لئے مختص نشستوں پر صرف مسلم امیدوار کھڑے کئے جائیں۔ تمام مدعو رہنماؤں نے اپنی اپنی جماعت کے امیدواروں کی فہرست وائسرائے کے ہاں جمع کی۔ لیکن انہوں نے جولائی کے وسط میں اس عمل کو روک دیا، جس کی وجہ چرچل حکومت کا خیال تھا کہ یہ عمل کامیاب نا ہوسکے گا۔

برطانوی عوام نے اگلے انتخابات میں لیبر پارٹی کے کیمنٹ اٹلی کو منتخب کیا۔ اٹلی اور انکے مشیر برائے ہندوستان لارڈ پیتھک لارنس نے ہندوستانی حالات کے جائزے کے لئے ایک جائزہ لینے کا حکم جاری کیا۔ جناح نے برطانوی حکومت کی تبدیلی پر کوئی تبصرہ دینے کے بجائے، اپنی ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس بلایا جس میں انہوں نے ہندوستان کے لئے نئے انتخابات کا مطالبہ کیا۔ اسوقت لیگ صوبائی سطح پر کافی جڑیں پکڑ چکی تھی نیز جناح کا خیال تھا کہ وہ اپنے دیگر اتحادیوں کے ساتھ انتخابات میں مسلم علاقوں کی نشستوں میں اکثریت حاصل کر کے اپنے مسلم اقوام کے واحد نمائندہ جماعت ہونے کے اس دعویٰ کو سچ ثابت کر سکے گی۔ وائسرائے نے لندن میں اپنے حکام سے مشارت کے بعد ستمبر میں ہندوستان کا رخ کیا اور اسکے فوراً بعد صوبائی اور مرکز کے انتخابات کا اعلان کیا گیا۔ برطانیہ کا یہ عمل اس بات کا اشارہ تھا کہ قانون بننے کا عمل ووٹنگ کے بعد ہی شروع کیا جائے گا۔

مسلم لیگ نے یہ بات واضح کر دی کہ وہ صرف پاکستان کے مطالبہ پر ہی انتخابی مہم چلائی گی۔ احمد آباد میں جلسے سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا "پاکستان ہمارے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے"۔ دسمبر 1945ء کے کونسٹیٹیوینٹ اسمبلی آف انڈیا کے انتخابات میں مسلم لیگ نے مسلمانوں کے لئے مختص تمام نشستیں جیت لی۔ جبکہ صوبائی نشستوں میں اس نے 75 فیصد زائد نشستیں جیتی جبکہ انہیں انتخابات میں اس نے 1937ء میں صرف 4.4 فیصد جیتی تھی۔ کانگریس اگرچہ اب بھی جنرل اسمبلی میں اکثریت میں تھی لیکن اب انکے پچھلے چار نشستیں کم ہو گئیں تھی۔ اس دوران میں محمد اقبال نے جناح کو غلام احمد پرویز سے متعارف کروایا جنھیں جناح نے ایک میگزین طلوع اسلام کی ادارت کی ذمہ داری سونپی، اس رسالے میں مسلمانوں کے علیحدہ ریاست کے مطالبے کا پرچار کیا جاتا تھا۔

فروری 1946ء میں برطانوی کیبنٹ نے ایک وفد ہندوستان بھیجا جس کا مقصد یہاں کے رہنماؤں سے مذاکرات کرنا تھا۔ اس کیبنٹ مشن پلان 1946ء میں کرپس اور پیتھک لارنس بھی شامل تھے۔ اس اعلیٰ سطحی وفد نے مارچ میں دلی پہنچ کر مذاکرات میں موجود جمود ختم کرنے کی کوشش کی۔ ہندوستانی انتخابات کی وجہ سے پچھلے اکتوبر کے بعد سے کم ہی مذاکراتی عمل آگے بڑھ پایا تھا۔ برطانوی حکومت نے مئی میں ایک منصوبہ جاری کیا جس کے تحت متحدہ ہندوستان جس میں کئی خودمختار ریاستیں بھی شامل تھی، نیز انہوں نے مذہب کی بنیاد پر کچھ صوبوں کے گروپ کو بنانے کی بات کی۔ بعض معاملات جیسے دفاع خارجہ امور اور آمدورفت کو ایک مرکزی حکومت کی ذمہ رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ صوبوں کو یہ مرضی دی گئی کہ وہ کسی بھی ریاست سے الگ تھلگ رہ سکتے ہیں، اور اس پلان میں کہا گیا کہ لیگ اور کانگریس کے نمائندوں سے ایک قائم مقام حکومت بنائی جائے۔ جناح اور انکے ورکنگ کمیٹی کے رہنماؤں نے اس پلان کو جون میں قبول کر لیا، لیکن وہ اس سوال پر اٹک گئے کہ قائم مقام حکومت میں لیگ اور کانگریس کے نمائندوں کی کیا تعداد ہوگی نیز وہ کانگریس کے فیصلے کہ انکے نمائندوں میں ایک مسلم بھی موجود ہوگا پر پریشان تھے۔ اس وفد نے برطانیہ روانگی سے قبل یہ بات بھی کہی کہ اگر ایک جماعت اس فیصلہ راضی نا بھی ہو تو وہ ضرور ایک ہی جماعت سے قائم مقام حکومت بنائی گی۔

کانگریس نے جلد ہی ہندوستانی وزارت میں شمولیت اختیار کر لی۔ البتہ لیگ نے اس معاملے میں سستی کا مظاہرہ کیا اور اکتوبر 1946ء سے پہلے وہ اس میں داخل نا ہوئی۔ لیگ کی حکومت میں شامل ہونے کی رضامندی کے سبب جناح کو کانگریس سے برابری اور مسلم معاملات میں ویٹو کے مطالبے سے دستبردار ہونا پڑا۔ اس نئی وزارت کی بنیاد مختلف فسادات خاص کر یوم راست اقدام کے منظرنامے میں رکھی گئی۔ کانگریس چاہتی تھی کہ وائسرائے قانونی اسمبلی کو سمن جاری کر کے قانون بنانے کا کہے نیز وہ محسوس کرتے تھے کہ لیگ کے وزراء کو اس معاملے میں ان کا ساتھ دینا چاہیے یا مستعفی ہو جانا چاہیے۔ صورتحال کو قابو میں رکھنے کے لئے وائسرائے نے جناح، لیاقت، نہرو کو دسمبر 1946ء میں لندن روانہ کیا۔ مذاکرات کے آخر میں یہ اعلامیہ جاری کیا گیا کہ قانون کو ہندوستان کے کسی بھی علاقے کی منشا کے بغیر نافذ نہیں کیا جائے گا۔ واپسی پر جناح اور لیاقت کئی دنوں کے لئے قاہرہ میں پان اسلامک اجلاس میں شرکت کے واسطے ٹھہر گئے۔

کانگریس نے کچھ معاملات کی وجہ سے ہونے والے اختلاف رائے پر لندن کے اس مذاکرات کی توثیق کر دی۔ لیکن لیگ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور انہوں نے قانونی اجلاس میں شرکت نا کی۔ جناح اسوقت ہندوستان سے کچھ تعلقات

جیسے مشترکہ دفاع یا آمدورفت کے ساتھ رکھنے کا خیال رکھتے تھے۔ لیکن دسمبر 1946ء میں انہوں نے ایک خودمختار پاکستان پر زور دیا۔

لندن معاہدے کی ناکامی کے بعد، جناح کو مذاکرات کرنے کی کوئی جلدی نا تھی وہ سمجھتے تھے کہ وقت کے ساتھ ساتھ وہ غیر منقسم پنجاب اور بنگال کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے، لیکن ان دولت مند، بڑا اور گنجان علاقوں کے بعض حصوں میں مسلم اقلیت میں تھے اور یہی انکے خیال کو عملی جامہ پہنانے میں رکاوٹ تھے۔ اٹلی منسٹری نے اس دوران میں خواہش کی کہ وہ برطانیہ کے ہندوستان میں سے جلد انخلاء کی خواہش رکھتے ہیں، لیکن ویول کی وجہ سے وہ کم حوصلہ مند تھے۔ دسمبر 1946ء کے ابتداء میں برطانیہ نے وائسرائے کو تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا اور جلد انکی جگہ لوئس ماؤنٹ بیٹن نے لے لی، جو ایک جنگی رہنما اور ملکہ وکٹوریہ کے پوتے ہونے کے سبب کنزرویٹو کے ہاں مقبولیت رکھتے تھے نیز وہ اپنی سیاسی نظریات کے سبب لیبر پارٹی میں بھی مقبول تھے۔

ماونٹ بیٹن اور آزادی: 20 فروری 1947ء کو اٹلی نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے منتخب ہونے کا اعلان کیا، اور کہا کہ برطانیہ جون 1948 سے قبل ہندوستان کو طاقت منتقل کرنے کا عمل شروع نہیں کرے گا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے 24 فروری 1947ء کو اپنے آمد کے دو دن بعد عہدے کا حلف اٹھایا۔ اسی دوران میں کانگریس تقسیم کے معاہدے پر غور کرنے لگی۔ نہرو نے 1960 میں کہا کہ "ہم تھکے ماندے تھے اور وقت گزرتا جا رہا تھا۔ تقسیم کا منصوبہ ہی واحد راستہ فراہم کر رہا تھا لہذا ہم نے اسے اپنا لیا"۔ کانگریس بجائے جدا جدا مسلم صوبوں کے پیچھے پڑے رہنے کے وفاق میں زیادہ بااختیار اسمبلی کے لئے کوشش کرنا چاہتی تھی لیکن کانگریس نے فیصلہ کیا کہ اگر پاکستان آزاد ہو تو بنگال اور پنجاب کو تقسیم کیا جانا چاہیے۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اپنے حکومتی بریفنگ میں جناح کے بارے میں متنبہ کرتے ہوئے انھیں سب سے "مشکل ترین گاہک" قرار دیا اور بقول ان کے انہوں نے سب سے بڑی پریشانی کھڑی کر رکھی تھی" نیز وہ کہتے اس ملک (ہندوستان) میں اب تک کوئی بھی جناح کے دماغ میں نہیں جھانک سکا تھا"۔ 5 اپریل سے پہلے یہ لوگ چھ دفعہ ملے۔ اس ملاقات میں موجود تناؤ کی کیفیت میں اسوقت کمی آئی جب جناح نے وائسرائے اور انکی بیگم کے درمیان میں کھڑے ہو کر تصویر کھینچی اور ازراہ مزاق کہا "دو کانٹوں کے درمیان میں ایک گلاب"۔ اگرچہ وائسرائے نے اپنی بیگم کو درمیان میں رکھنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن جناح کے اس مذاق کو وہ اس سے قبل ہی بھانپ گئے تھے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن جناح سے مثبت طور پر متاثر نا تھے اور انہوں نے اپنے ساتھیوں سے بھی مایوسی کا اظہار کیا تھا وہ جناح کے پاکستان پر کئے جانے والے اصرار پر بیزار ہو گئے تھے۔ جناح کو خوف تھا کہ برطانیہ ہندوستان میں اپنے آخری ایام میں اختیارات کو کانگریس کی طرف موڑ دے گی اور اس سے مسلمانوں کی خودمختاری کے مطالبے کو نقصان پہنچے گا۔ جناح نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے برطانوی ہندی فوج کو آزادی سے قبل تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا جو انکے خیال میں ایک سال تک وقت لے سکتی تھی۔ وائسرائے نے اس تقسیم کو آزادی کے بعد کرنے کا سوچا تھا لیکن جناح آزادی سے قبل اسکا اصرار کر رہے تھے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے جناح سے ملاقات کے بعد لیاقت علی خان سے ملاقات کی اور جو نتائج اخذ کئے انہیں وزیراعظم کے ارسال کئے۔ انہوں نے لکھا کہ "ایسا لگتا ہے کہ مسلم لیگ فوج کی جانب رجوع کرے گی اگر پاکستان اپنے اصل حال میں آزادی حاصل نا کر پائی۔" وائسرائے اسمبلی کے رپورٹ پر منفی مسلم ردعمل سے بھی متاثر تھے جو مرکزی اسمبلی کو زیادہ اختیار اتفویض کرنے کا کہہ رہے تھے۔

2 جون کو، وائسرائے نے حتمی منصوبہ ہندوستانی رہنماؤں کے سامنے پیش کیا: 15 اگست کو، حکومت برطانیہ دو ملکوں کو اختیارات منتقل کر دے گی۔ صوبائی اسمبلیوں کو اختیار حاصل ہے کہ وہ مرکزی اسمبلی کے ساتھ رہیں یا نئے کو اپنائے، جو پاکستان میں شامل ہونا ہے۔ بنگال اور پنجاب بھی اس سوال پر ووٹ ڈالے گی کہ آیا اسکا موقف تقسیم پر اور کس اسمبلی میں شامل ہونے کا ہے۔ ایک سرحدی کمیشن دو ملکوں کی سرحد کا فیصلہ کرے گی۔ شمال مغربی صوبے اور آسام کے مسلم اکثریتی علاقے سلہٹ جو مشرقی بنگال متصل تھی میں بھی رائے دہی کی جائے گی (جس پر لیگ راضی نا تھی باوجود اکثریتی مسلم ہونے کہ)، 3 جون کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن، جواہر لعل نہرو، جناح اور سکھ رہنما بالدیو سنگھ نے ریڈیو پر رسمی طور پر اعلان کیا۔ جناح نے اپنی تقریر میں پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگایا جو انکی تحریر میں شامل نا تھی۔ کچھ ہفتے پنجاب اور بنگال میں ووٹنگ ہوئی جس میں تقسیم کا فیصلہ ہوا جبکہ آسام کے علاقے سلہٹ اور صوبہ سرحد والوں نے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ سنایا اور سندھ بلوچستان اسمبلیوں نے بھی پاکستان کے حق میں رائے دی۔

4 جولائی 1947ء کو لیاقت نے وائسرائے سے جناح کی جانب سے گزارش کی کہ وہ برطانوی بادشاہ جارج ششم سے جناح کو پاکستان کا گورنر جنرل بنانے کی سفارش کریں۔ اس سفارش نے وائسرائے کو تپا کر دیا جو ان دونوں ملکوں میں بیک وقت یہ عہدہ رکھنا چاہتے تھے۔ وہ دونوں ملکوں کی آزادی پر انکا سب سے پہلا گورنر جنرل کہلانے کے خواہشمند تھے لیکن جناح کا خیال تھا کہ انکے گورنر جنرل بننے کی صورت میں وہ نہرو کے قریب ہونے کے سبب ہندو اکثریت کا ساتھ دینگے۔ مزید برآں گورنر جنرل کو ابتدائی طور پر طاقتور اختیارات کا مالک بنایا گیا تھا اور جناح اس بات سے متفق نا تھے کہ کوئی دوسرا اس دفتر کو سنبھالے۔ اگرچہ سر سیرل ریڈکلف نے اطلاع ارسال نا کی، لیکن تقسیم سے قبل ہی بڑی تعداد میں ہجرت اور کئی علاقوں میں فسادات پھوٹ پڑے تھے۔ جناح نے بمبئی میں موجود اپنی کوٹھی بیچنے کا منصوبہ بنایا اور کراچی میں ایک اور خرید لی۔ 7 اگست کو جناح، انکی ہمشیرہ اور خاص ملازمین دلی سے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے جہاز میں کراچی روانہ ہوئے اور جب کراۓ کے اس جہاز نے اڑان بھرنا شروع کیا تو وہ کچھ سرگوشی میں کہہ رہے "that is the end of that" (یہ اسکا انجام ہے) 11 اگست کو کراچی میں اسمبلی کی صدارت کرتے ہوئے انہوں نے خطاب کیا "آپ آزاد ہیں؛ آپ ریاست پاکستان میں آزاد ہیں کہ چاہیں تو اپنے مندر میں جائیں یا اپنے مسجد میں اور یا اپنے کسی دوسرے عبادت کے جگہ میں۔۔۔ آپکا تعلق بھلے ہی کسی مسلک یا عقیدے سے ہو۔۔۔ اس سے ریاست کا کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے سامنے اس بات کو نظریہ سمجھ کر رکھنا چاہیے اور آپ دیکھیں گے کہ ہندو ہندو اور مسلمان، مسلمان رہیں گے کیونکہ یہ ہر انفرادی بندے کا ذاتی عقیدہ ہے، جبکہ سیاسی نظر میں وہ ریاست کے شہری ہیں" [159]۔ 14 اگست کو پاکستان وجود میں آیا اور جناح نے کراچی میں خوشی منائی۔ ایک عینی شاہد لکھتا ہے "یہاں واقعی پاکستان کے بادشاہ، ہاتھ میں کتاب اٹھائے مولوی، اسپیکر اور وزیراعظم کھڑے ہیں، جنکی توجہ ایک مضبوط قائداعظم کی جانب ہے"۔

جاری صفحہ 6 پر

گورنر جنرل: ریڈکلف سرحدی کمیشن نے بنگال اور پنجاب کی تقسیم کا کام مکمل کر کے رپورٹ 12 اگست کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو بھجوا دی۔ اس آخری وائسرائے نے یہ نقشے اور رپورٹ 17 اگست تک اپنے پاس رکھے، کیونکہ وہ انھیں سامنے لاکر دونوں قوموں کی آزادی کی جشن کو خراب کرنا نہیں چاہتے تھے۔ چونکہ پہلے ہی سے ہجرت اور فسادات پھوٹ پڑے تھے۔ لہذا ریڈکلف سرحدی کمیشن رپورٹ کا سامنے لانا ان فسادات میں اضافے کا سبب بن سکتا تھا۔ جو لوگ "غلط حصے" میں تھے یا تو قتل ہوئے یا قاتل بنے یا وہاں سے کوچ کر گئے، وہ واقعات کو پیدا کر کے کمیشن کے فیصلے کو بدلنا چاہتے تھے۔ ریڈکلف نے لکھا کہ چونکہ انھیں معلوم تھا کہ دونوں ہی طرف سے اس تقسیم پر لوگ خوش نہیں ہونگے لہذا انہوں نے اپنے کام کا معاوضہ لینے سے انکار کر دیا۔ ریڈکلف کے ذاتی مشیر بیومونٹ لکھتے ہیں کہ لارڈ ماونٹ بیٹن کو بھی اس الزام کو اپنے سر لینی چاہیئے۔ اگرچہ تمام کو نہیں ان پانچ لاکھ سے دس لاکھ مردوں، عورتوں اور بچوں کے قتل عام کا جو پنجاب سے گزرتے ہوئے فنا ہوئے۔" تقسیم کے بعد 14500,000 لوگوں نے بھارت اور پاکستان میں ہجرت کی۔ جناح نے پاکستان میں داخل ہونے والے اسی لاکھ لوگوں کی آبادکاری کے لئے جو ممکن ہوا وہ کیا باوجود 70 کے پیٹے میں ہونیا اور پھیپھڑوں کے عارضے میں مبتلا ہونے کہ انہوں نے مغربی پاکستان میں مہاجر کیمپوں کا دورہ کیا۔

جناح کو صوبہ سرحد (خیبر پختون خواہ) کی جانب سے کچھ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ 1947ء میں کیے گئے رائے دہی میں وہاں کی آبادی میں سے صرف دس فیصد لوگوں نے ہی ووٹ ڈالے تھے۔ 22 اگست 1947ء کو گورنر جنرل بننے کے صرف دو ہفتے بعد ہی جناح نے ڈاکٹر خان عبدالغفار خان کی حکومت کو تحلیل کر دیا۔ بعد میں پشتون اکثریتی اس صوبے میں ایک کشمیری خان عبدالقیوم خان کو اس مقام پر فائز کیا۔ 12 اگست 1948ء کو چارسدہ میں خدائی خدمتگار سے منسلک 400 بابرا واقعے میں ہلاک ہوئے۔

پاکستان نے عوامی املاک کو پاکستان اور بھارت کے مابین تقسیم کرنے والے کمیشن میں لیاقت علی خان اور سردار عبدالرب نشتر کو نمائندہ بنا کر بھیجا۔ پاکستان نے ان سرکاری املاک میں سے چھٹا حصہ لینا تھا اور اس میں بڑی احتیاط سے کام لیا گیا تھا اور یہاں تک کہ یہ بھی فیصلہ ہوا تھا کہ کس ملک نے کاغذوں میں کتنا حصہ لینا ہے۔ لیکن دوسری طرف نئی بھارتی حکومت سستی دکھا رہی تھی اور اس امید سے تھی کہ نوزائیدہ پاکستانی حکومت کب ٹوٹے اور دوبارہ بھارت میں شامل ہو۔ انڈین سول سروس اور انڈین پولیس سروس کے کچھ ہی لوگوں نے پاکستان جانے کا فیصلہ کیا تھا لہذا پاکستان میں عملے کی کمی سامنے آئی۔ جبکہ کاشت کار جہاں اپنے اناج فروخت کرتے تھے وہ اب ایک عالمی سرحد میں تبدیل ہو چکی تھی۔ پاکستان میں اس وقت مشینری کی بھی کمی تھی۔ نئے آنے والے مہاجروں کے مسئلے کے ساتھ، نئی حکومت نے خوراک کو محفوظ رکھنے کے لئے بھی کام کرنا پڑا، ان دگروں حالات میں سیکورٹی کا نظام بنالیا گیا اور جیسے تیسے بنیادی خدمات فراہم کی گئی۔ ماہر معاشیات یاسین نیاز محی الدین اپنے مطالعے میں کہتے ہیں، "اگرچہ پاکستان کو وجود بحرانوں اور خونریزی کے دوران ملی تھی لیکن تقسیم کے بعد اسکا وجود صرف اس کے لوگوں کی قربانیوں اور قائدین کی بے غرض کوششوں سے برقرار رہ سکی"۔

نوابی ریاستیں کو برطانیہ نے جاتے ہوئے یہ مرضی دے رکھی تھی کہ آیا وہ پاکستان میں شمولیت اختیار کریں یا بھارت میں۔ اکثر نے آزادی سے قبل ہی اپنی شمولیت ظاہر کردی تھی لیکن کچھ بڑی ریاستوں کا معاملہ اٹکا رہا۔ ہندو رہنما جناح سے اس بات پر خائف تھے کہ انہوں نے جودھ پور، ریاست بھوپال، اور اندور کی ریاستوں کے شہزادوں کو پاکستان میں شامل ہونے پر رضامند کر لیا تھا۔ ان ریاستوں کی سرحدیں پاکستان سے متصل نا تھیں، اور نا انکی آبادی کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل تھے۔ جوناگڑھ کی ریاست جو ہندو اکثریت تھی نے ستمبر 1947ء میں پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا اس ریاست کے حکمران دیوان کی موجودگی میں سر شاہنواز بھٹو نے شمولیت کے کاغذات جناح کے حوالے کئے۔ بھارتی فوجوں نے نومبر میں اس علاقے میں داخل ہو کر یہاں کے نواب اور سر شاہنواز بھٹو کو پاکستان جانے پر مجبور کیا اور انہی بھٹو سے پاکستان کے ایک طاقتور سیاسی خاندان بھٹو خاندان کی ابتداء ہوئی ہے۔

ان تمام تنازعوں میں ریاست جموں و کشمیر کا تنازع سب سے بڑا ہونے ہونے والا تھا۔ اس ریاست کی آبادی میں مسلمان اکثریت میں تھے جس پر ایک ہندو مہاراجہ سر ہری سنگھ کی حکومت تھی اور انہوں نے اپنی شمولیت کا فیصلہ تعطل میں رکھا ہوا تھا۔ مقامی آبادی نے پاکستانی دخل اندازوں کی مدد سے اکتوبر 1947ء میں بغاوت کھڑی کر دی جسے دیکھتے ہوئے مہاراجہ نے بھارت میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔ جناح نے اس عمل کی مخالفت کرتے ہوئے پاکستانی فوجوں کو کشمیر میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ پاک فوج کے سربراہ اسوقت ایک برطانوی افسر جنرل سر ڈگلاس گریسی تھے، جنھوں نے یہ حکم اس جملوں کو ادا کرتے ہوئے ماننے سے انکار کیا کہ وہ ایسے علاقوں میں داخل نا ہوگی جو ایک دوسرے ملک کی ہے نیز اس معاملے میں جب تک برطانیہ سے کوئی حکم نا آئے وہ کشمیر پر حملہ نہیں کریں گے اس پر جناح نے اپنے احکامات واپس لے لئے۔ یہ ان حملوں کو نا روک سکی جو پاکستان اور بھارت میں جنگ کی صورت میں تبدیل ہو گئے تھے۔ اقوام متحدہ کی 47 ویں قرارداد جو بھارت کی استصواب رائے کی خواہش پر منظور کی گئی لیکن اس پر بھی عمل نا ہو سکا[175]۔

جنوری 1947ء میں بھارت نے پاکستان کو برطانوی وراثت میں حصہ دینے کا فیصلہ کیا۔ ان پر زور گاندھی نے ڈالا تھا جنھوں نے تا دم مرگ بھوک ہڑتال رکھنے کی دھمکی دی تھی۔ کچھ ہی دنوں بعد گاندھی کو قتل کر دیا گیا انکے قاتل ناتھورام گودسے تھے جو ایک ہندو قوم پرست تھے اور ان کے خیال میں گاندھی ایک مسلم حمایتی تھے۔ جناح نے اپنے تعزیتی پیغام میں گاندھی کے بارے میں کہا" ہندو مسلک میں پیدا ہونے والے عظیم اشخاص میں سے ایک"۔ فروری 1948 میں امریکی عوام کو ریڈیو کے ذریعے خطاب کرتے ہوئے جناح نے کہا: "پاکستانی قانون کو ابھی پاکستانی اسمبلی نے بنانا ہے، مجھے یہ بات معلوم نہیں کہ قانون کی اصل وضع کیا ہوگی، لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ ایک جمہوری قسم کی ہوگی، جس میں اسلام کے بنیادی اصول بھی شامل کئے جائیں گے۔ آج بھی یہ قانون ایسے ہی قابل عمل ہیں جیسے کہ وہ 13 سو سال قبل تھے۔ اسلام اور اسکے نظریے نے ہمیں جمہوریت سکھائی ہے۔ یہ ہمیں آدمی، انصاف کے مساوات اور دوسروں سے اچھائی کا درس دیتی ہے۔ ہم ان اقدار کے وارثین ہیں اور مستقبل کے پاکستانی قانون کو بنانے کی مکمل ذمہ داری کا احساس رکھتے ہیں۔" مارچ میں جناح نے باوجود اپنی طبیعت کے خراب ہونے کہ مشرقی پاکستان کا دورہ کیا۔ جناح نے انگریزی میں تین لاکھ لوگوں سے خطاب میں کہا، اردو پاکستان کی واحد قومی زبان ہوگی، اور وہ یقین رکھتے تھے کہ ایسا کرنے سے قوم متحد رہ پائے گی۔ لیکن مشرقی پاکستان کے بنگالی زبان بولنے والے لوگوں نے بعد میں انکی سخت مخالفت کی اور اس معاملے نے 1971ء میں بنگلہ دیش کے قیام میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

قیام پاکستان کے بعد پاکستانی نوٹوں پر جارج پنجم کی تصویر چھپی ہوئی تھی۔ یہ نوٹ 30 جون 1949ء تک استعمال میں رہے۔ لیکن اپریل 1949ء کو ان نوٹوں پر حکومت پاکستان کے سٹیمپ ثبت کئے گئے اور انھیں قانونی اجازت فراہم کی گئی۔ اسی دن پاکستان کے وزیر خزانہ پاکستان ملک غلام محمد نے سات سکوں کا سیٹ گورنمنٹ ہاؤس میں جناح کے سامنے متعارف کروایا (رو۔1، رو۔2?1، ر۔1?4، ا۔2، اے۔1، ا۔2?1 اور پائی۔1) یہ سکے حکومت پاکستان کی جانب سے جاری کئے گئے پہلے سکے تھے۔

بیماری اور وفات: 1930ء سے جناح تب دق کے شکار چلے آرہے تھے اور یہ بات صرف انکی بہن اور چند دیگر ساتھیوں کو معلوم تھی۔ جناح نے اسکا اعلان عوام میں نا کیا کیونکہ انکے نزدیک یہ انھیں سیاسی طور پر نقصان دے سکتی تھی۔ 1938ء میں اپنے ایک حامی کو خط میں وہ لکھتے ہیں "تم نے اخبار میں میرے دوروں کے بارے میں پڑھا ہوگا۔۔ میں اپنی خرابی صحت کی وجہ سے اپنے دوروں میں بے قاعدگیوں کا شکار تھا جس کی وجہ میری خراب صحت تھی"۔

کئی سال بعد لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کہا کہ اگر انہیں جناح کی خرابی صحت کا معلوم ہوتا تو یقیناً وہ انکی موت تک انتظار کرتے اور اسطرح تقسیم سے بچا جاسکتا تھا۔ فاطمہ جناح بعد میں لکھتی ہیں کہ،" جناح اپنے کامیابیوں کے دور میں بھی سخت بیمار تھے۔۔ وہ جنون کی حد تک پاکستان کو سہارا دینے کے لئے کام کرتے رہے اور ظاہری بات ہے کہ انہوں نے اپنی صحت کو مکمل نظر انداز کر دیا تھا"۔ جناح اپنے میز پر کراون اے سگریٹ اور کیوبا کا سگار رکھتے تھے اور پچھلے تیس سال میں انہوں نے سگریٹ نوشی بہت زیادہ کر دی تھی۔ گورنمنٹ ہاؤس کراچی کے پرائیویٹ حصے میں وہ لمبے وقفے آرام کے واسطے لینے لگے تھے اور فاطمہ جناح اور ذاتی عملے کو ہی انکے قریب رہنے کی اجازت تھی۔

جون 1948ء میں وہ اور فاطمہ جناح کوئٹہ روانہ ہوئے جہاں کی ہوا کراچی کے مقابل سرد تھی۔ وہاں بھی انہوں نے مکمل آرام نا کیا بلکہ انہوں نے کمانڈ اینڈ اسٹاف کالج کے آفسروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا" آپ دیگر افواج کے ساتھ پاکستان کے لوگوں کی جانوں، املاک اور عزت کے محافظ ہیں" وہ یکم جولائی کو کراچی روانہ ہوئے جہاں انہوں نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے جلسے سے خطاب کیا، اسی شام کینیڈا کے تجارتی کمیشن کی جانب سے آزادی کے حوالے سے منعقد تقریب میں شرکت کی جو انکا آخری عوامی جلسہ ثابت ہوا۔

6 جولائی 1948ء کو جناح واپس کوئٹہ روانہ ہوئے اور ڈاکٹروں کے مشورے پر آپ مزید اونچے مقام زیارت منتقل ہوئے۔ اس دوران میں جناح کا مسلسل طبعی معائنہ کیا گیا اور انکی طبعی نزاکت دیکھتے ہوئے حکومت پاکستان نے بہترین ڈاکٹروں کو انکے علاج کے لئے روانہ کیا۔ مختلف ٹیسٹ ہوئے جنھوں نے ٹی بی کی موجودگی اور پھیپھڑوں کے سرطان کا بتایا۔ جناح کو انکی صحت کی جانکاری دی گئی اور انھیں ڈاکٹروں کو اپنی حالت کے حوالے سے آگاہ رکھنے کا کہا گیا نیز فاطمہ جناح کو بھی انکا خیال رکھنے کا کہا گیا۔ انھیں اس دور کے نئے ""معجزاتی دوائی" سٹرپٹومائیسن دی گئی لیکن کچھ افاقہ نا ہوا۔ لوگوں کی نماز عید میں انکے لئے کی گئی خصوصی دعاؤں کے باوجود انکی صحت برابر گرتی رہی۔ انھیں آزادی سے ایک دن قبل 13 اگست کو کم اونچے مقام کوئٹہ لایا گیا انہوں نے اس دن کی مناسبت سے ایک پیغام جاری کیا۔ انکا اسوقت وزن گر کر محض 36 کلو رہ گیا تھا ڈاکٹروں کو یقین تھا کہ اگر اس حالت میں انھیں کراچی زندہ حالت میں لے جایا گیا تو تب بھی وہ کم عرصہ ہی زندہ رہ پائیں گے۔ لیکن جناح کراچی جانے پر تذبذب کا شکار تھے، وہ نہیں چاہتے تھے کہ انکے معالج انھیں بے کار سٹریچر پر بیٹھا معزور خیال کریں۔

9 ستمبر کو جناح کو نمونیا نے آگھیرا۔ اب ڈاکٹروں نے انھیں کراچی کا مشورہ دیا جہاں وہ بہتر علاج کر سکتے تھے اور انکی رضامندی پر وہ 11 ستمبر کو کراچی روانہ ہوئے۔ انکے ذاتی معالج ڈاکٹر الٰہی بخش کا اندازا ہے کہ جناح کی کراچی جانے کی رضامندی انھیں اپنے زندگی سے مایوس ہونے کی وجہ سے تھی۔ جب اس طیارے نے کراچی میں لینڈنگ کی تو فوراً جناح کو ایک ایمبولیس میں لٹایا گیا۔ لیکن یہ ایمبولینس راستے میں خراب ہوگئی تب تک جناح اور انکے رفقاء متبادل ایمبولینس کا انتظار کرتے رہے؛ انھیں کار میں بٹھایا نہیں جاسکتا تھا کیونکہ وہ سیدھے بیٹھنے کی حالت میں نہ تھے۔ وہ لوگ شدید گرمی میں وہاں انتظار کرتے رہے اور انکے سامنے سے گاڑیاں اور ٹرکیں گزرتی رہی جنھیں اس قریب المرگ شخص کی پہچان نہ تھی۔ ایک گھنٹے کی انتظار کے بعد ایک ایمبولینس پہنچی اور جناح کو سرکاری گھر میں منتقل کیا گیا۔ جناح صبح کے 10:20 منٹ پر اپنے کراچی گھر میں 11 ستمبر 1948ء کو پاکستان بننے کے صرف ایک سال بعد انتقال کر گئے۔

بھارتی وزیر اعظم نہرو نے جناح کی وفات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا، "ہمیں انھیں کیسے پرکھنا چاہئے؟ میں پچھلے کئی سالوں کے دوران میں ان پر سخت غصہ رہا تھا۔ لیکن اب میرے خیالوں میں انکے لئے کوئی کڑواہٹ باقی نہیں رہی، لیکن جو کچھ ہونے پر بڑی ندامت کے سوا۔۔ وہ اپنے مطالبے کو حاصل کرنے میں کامیاب ٹھہرا، لیکن کس قیمت پر اور کس اختلاف سے جو کچھ اس نے سوچا تھا"۔

جناح کو 12 ستمبر 1948ء کو دونوں ملکوں بھارت اور پاکستان میں سرکاری سوگ کے درمیان میں دفنا دیا گیا۔ انکے جنازے پر لاکھوں لوگ شریک ہوئے۔ بھارت کے گورنر جنرل راجہ گوپال اچاری نے اس دن ایک سرکاری تقریب کو اس مرحوم قائد کے اعزاز میں منسوخ کیا۔ آج جناح کراچی میں سنگ مرمر کے ایک مقبرے مزار قائد میں آسودہ خاک ہیں۔

بعد از وفات: جناح کی بیٹی دینا واڈیہ آزادی کے بعد میں نیویارک مستقل طور پر منتقل ہونے سے قبل بھارت میں قیام پذیر رہیں۔ 1965ء کے صدارتی انتخابات میں مادر ملت فاطمہ جناح نے ایوب خان کے مخالف جماعتوں کی جانب سے صدارتی امیدوار بننے کا فیصلہ کیا لیکن کامیابی حاصل نہ کر پائی۔

مالابار پہاڑی بمبئی میں موجود جناح کا مکان آج بھارتی حکومت کے انتظام میں ہے لیکن اس کی ملکیت کے بارے میں پاکستان اور بھارت تنازع کا شکار ہیں۔ جناح نے وزیر اعظم نہرو سے درخواست کی تھی کہ وہ اس مکان کو حکومتی تحفظ دیں اس امید پر کہ جناح ایک دن ممبئی جائیں گے۔ اس عمارت کو پاکستانی قونصل خانے میں بدلنے کی تجاویز بھی گردش کرتی رہی ہیں، لیکن دینا واڈیہ نے بھی اس پر حق ملکیت کا دعویٰ کر رکھا ہے۔ جناح کی وفات کے بعد فاطمہ جناح نے جناح کے قانونی کاروائیوں کو شیعہ فقہ کے مطابق مکمل کرنے کا کہا۔ اس عمل سے جناح کے مسلک کے بارے میں پاکستان میں بحث چھڑی۔ ولی نثر کہتے ہیں" جناح اگرچہ پیدائشی اسماعیلی اور اعتراقاً بارہ امامی تھے، لیکن وہ مذہب پر ظاہراً نہیں چلتے تھے"۔ 1970ء میں حسنین علی گنجی ولجی نے قانونی دعوٰی کیا کہ جناح نے سنی مسلک اختیار کر لیا تھا، لیکن ہائی کورٹ نے اسے مسترد کرتے ہوئے 1976ء میں جناح کے خاندان کے شیعہ مسلک پر ہونے کا فیصلہ دیا۔ ایک صحافی خالد احمد کے نزدیک جناح فرقہ پرستی کے مخالف تھے اور" جناح نے ہندوستان کے مسلمانوں کو بنیادی اسلامی تشخص پر لانے کے لئے تکالیف اٹھائی نا کہ تقسیم زدہ فرقہ وارانہ بنیادوں پر"۔ اور 1984ء میں لیاقت ایچ مرچنٹ نے اس فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے کہا" جناح نہ سنی تھے، نہ ہی شیعہ بلکہ وہ ایک سادہ مسلمان تھے"۔

(ولایت ٹائمز ڈاٹ کام (حوالہ: ابلاغ میڈیا)

www.wilayattimes.com

Rahiyan-e-Noor: A Spiritual trip, linking the soul with Martyrs of Islamic Revolution.

"Tour added peace and provided a spiritual course to my soul. I pray for the unity among Ummah and end of violence in Muslim World. I suggest people to visit the important locations where Iran- Iraq war took place. You will closely listen the voice of Martyrs to feel their presence."

By:Zeeshan Ali

Once upon a time I have heard about the Journey of Rahiyan-e-Noor and was very keen to visit the instructive places of Southern Iran, Mostly the religious and cultural institutions of Islamic Republic of Iran organizing special trips for the local and foreign students to refresh their souls and minds. Since there was very less vacancy to join the tour as Ministrant for people who coming to renew their commitment with Martyrs, who made great sacrifices for the sake of Islam and Humanity. With the blessings of Almighty I got an opportunity to attend the camp during the days of Nowroz near the border area of Hoveyzeh,Khuzestan,of Ahwaz Iran.

On the special invitation from Al-Mustafa (S) International University I along with my colleague Dr. Mujahid of Nigeria were welcomed by Reza Shareefi, an active student of Imam Sadiq (Pbuh) University,Tehran who briefed us about the program and the history of Iran-Iraq war.Mostly the Martyrs were students and has their special talent and importance in the Islamic Revolution. The Head of these martyrs was SYED MOHAMMED HUSSAIN ALLAM UL HUDA. During the war they did not get proper support from the government but still on the hearing to the command of Founder of Islamic Revolution Ayatollah Imam Syed Rohullah Khomeinei (RA), they fought tirelessly till last breath.

I have read and heard a lot about the sacrifices of martyrs of Revolution, when I reached Hoveyzeh place where Martyrs are buried I realized the tangible struggle made by people while defending the nation and feel their presence closely. The place is totally providing spiritual meanings and everyday thousands of pilgrims visiting these martyrs and paying them rich tributes. I was blessed with the service of Narrator for Martyrs of Hoveyzeh. Pilgrims keenly listening the messages about the incident of war. I also shared the light on importance of Supreme leader of Islamic Revolution Ayatullah Syed Ali Khamenei "indeed a great gift from God for the Muslims of world specially the Iranian people should understand the value and respect his words".

Whenever I wished to visit the tomb of MARTYR SYED MOHAMMED HUSSAIN ALLAM UL HUDA personally all the time he was surrounded by the pilgrims hardly I used to get the chance of visiting the place. And one more interesting fact is that grave of another MARTYR ALI HAATAMI was busy with the pilgrims all the time. People believe that the place is best linkage to pray for the fulfillment of wishes specially related to marriage. I also pray for the unity among Ummah and end of violence in Muslim World.

Days spent at Hoveyzeh added peace and provided a spiritual course to my soul. I as the Ministrant (Khadim) joined the team to serve people throughout the season.

I represented my nation India, during the occasion Chief of Al-Mustafa (SAWW) International University, Iran His Excellency Ayatollah Ali Reza A'rafi visited the place and encouraged us with his great words. I also got the chance to meet with General Yaghoub Sulemani Chief of Rahiyan-e-Noor, Major General Mohammad Bagheri Chief of staff for the Armed of Islamic Republic of Iran and many other senior officers.

I suggest people to visit the important locations where Iran- Iraq war took place.You will closely listen the voice of Martyrs to feel their presence.

Author hails from Banglore India is the Seminary Student of Al-Mustafa (S) International University Iran and can be reached at

Printer,Publisher & Owner:Waseem Raja;Editor in Chief:Waseem Raja;Asst.Editor:M.Afzal Bhat;
R.N.I No:JKBIL/2015/63427; Published From:Maisuma Bazar,Gaw Kadal Srinagar Kashmir 190001 (J&K)
Printed at:Kashmir Images Printing and Publishing House Srinagar.
Contact:+91-9419001884;+91-8494001884;Email:editorwilayattimes@gmail.com;Website:www.wilayattimes.com

3rd Year of Publication
Srinagar

Weekly WILAYAT TIMES

در قبای خسروی درویش زی
دیده بیدار و خدا اندیش زی

شاہی لباس میں رہتے ہوئے بھی درویشوں کی سی
زندگی بسر کر۔ آنکھ بیدار رکھ، خدا اندیش رہ کر جی!

Albeit clad in kingly robe, live as a dervish,Live wakeful and meditating on God!

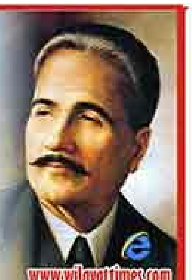

www.wilayattimes.com

Vol:03 | Issue:04 | Pages:08 | 27th March to 2nd April 2017 | Rs.5/-

India to seal border with Pak-Bang by 2018

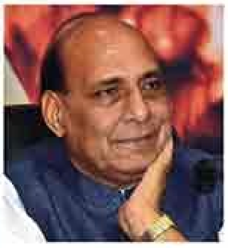

New Delhi: Home minister Rajnath Singh on said India plans to seal international boundaries with Pakistan and Bangladesh soon."India is planning to seal the international boundaries with Pakistan and Bangladesh as soon as possible. This could be India's major step against terrorism and the problem of refugees," While addressing the passing out parade of the Border Security Force Assistant Commandants at the BSF Academy in Madhya Pradesh's Tekanpur area, Home minister assured that the border with Pakistan would be sealed by 2018.The decision has been taken in the wake of an increase in "infiltration attempts", Singh said.

"The project will be periodically monitored by the Home Secretary at the Central level, the BSF from the security forces' perspective and the Chief Secretaries at the state-level," Singh said, adding that the government would apply technological solutions for sealing the border in difficult terrains.

Lauding the BSF personnel, the home minister stated that the force has changed the rules of engagement at international borders which have made it a known entity in the neighbouring countries.

Kashmiri youth not misguided but disenchanted: Tassaduq Mufti

Pulwama: Asserting that the only legacy he has inherited from his father was the dedication and passion to work for the people of Jammu and Kashmir, Tassaduq Hussain Mufti Sunday reached out to the youth of state assuring that he would struggle for their cause.While addressing youth workers of party at Pulwama, Tassaduq Mufti who is the party candidate for Anantnag-Pulwama Parliamentary constituency said that "Some People say that our youth are misguided but I would say that they may just be disenchanted with dysfunctional system".Urging the youth to channelize their energy in a positive manner, Tassaduq said that he had come in the system to try and rectify the wrongs in it. "The main reason for me joining the system is to rectify it and ensure that youth are the real beneficiary of the development process", he added.

Voting betrayal of sacrifices:Syed Ali Geelani to people

Srinagar: Reiterating the call for boycott of upcoming parliamentary by election, Syed Ali Geelani said on asked people to "be consistent about the freedom struggle, show wisdom and valour and remain optimistic"."We have presented unparalleled sacrifices for our birth right and are duty bound to safeguard these cherished sacrifices,"Geelani said and asked people to be as committed as during last year's uprising. "We need to follow the mission with same spirit and stay away from election drama. People faced bullets, sacrificed lives and scores were blinded," said Geelani in a Statement to Wilayat Times."Those vote in election dramas were not only committing an act of treason, their actions were also acting as oxygen for the Indian establishment.

Not election only but fight against fascism

Its time to show our love for Kashmiryat:Farooq Abdullah

Srinagar: National Conference president Farooq Abdullah on Saturday said the upcoming by polls are not merely the "battle for ballot" but a "fight for survival of secularism", which is at peril in the wake of communal and divisive forces taking the centre stage in the state polity."The outcome of the two parliamentary seats from Kashmir, should, therefore, send a terse message to the fascist forces who are overtly and covertly trying to establish foothold through PDP," Abdullah told party workers and functionaries at Budgam.He said these elections are going to "prove waterloo for the opportunistic alliance-led by PDP". Farooq said the victory of National Conference-Congress candidates from Srinagar and Anantnag parliamentary constituencies has to be massive to halt the "tentacles of communal forces".He said the minorities in India were living under perpetual fear and uncertainty and if the divisive forces are not stopped, the day is not far when the situation in the valley will become grimmer."Kashmir has undergone a traumatic phase and an onerous responsibility is cast upon all of us to reclaim our dignity and honour," he said while dwelling upon the atrocities inflicted to people, especially last year.The National Conference chief squarely blamed the PDP for facilitating BJP's growth in Jammu and Kashmir that has unfolded a big challenge for the people.

DIG IRP/KMR inaugurates cricket tournament at Sempora

Srinagar March, 26: To bridge the gap between the police and public, JKAP 9^{th} Bn organized a cricket tournament under Civic Action Programme at Estates Cricket Ground Sempora. The tournament was inaugurated by DIG IRP/Armed Kashmir Shri Rafiq-ul-Hassan. The closing ceremony of the volleyball tournament was also held at APC Zewan.
Speaking on the inaugural ceremony, Deputy Inspector General of Police Armed/IRP Kashmir Shri Rafiq-ul-Hassan said that these events are being organized to channelize the talent of youth towards positive direction and to provide a platform to harness their capabilities in the field of sports and explore their talent.Besides, officers of JKAP 9^{th} Bn and a good number of youth witnessed the inaugural ceremony. DIG Armed/IRP Kashmir Shri Rafiq-ul-Hassan also attended the closing ceremony of volleyball tournament at APC Zewan.

PDP;a Proxy of BJP with RSS agenda in J&K; Aga Mohsin

Srinagar: Prominent Shia & National Conference Leader Aga Syed Mohsin Mosavi asked the people to stand unitedly against the ruling coalition in the bye polls to defeat RSS agenda of PDP and BJP in Jammu and Kashmir. In a Statement to Wilayat Times Addressing a gathering at Budgam, Aga Syed Mohsin Almosavi Alsafvi urged upon supporters to work hard and join hands to strength National Conference & make the party candidate successful in Lok-Sabha Elections. It's vital to make state free from communal forces as PDP is the proxy of BJP and trying to impose the agenda of RSS for the lust of Power.NC Leader said that PDP's performance on the governance and development front is totally disappointing as the State witnessed one of the worst periods during coalition government led by PDP & BJP, They had brought nothing to the Valley other than bloodshed, strife and oppression.